نومبر ۲۰۲۴ء

پاک جمہوریت

وزارتِ اطلاعات ونشریات کا جریدہ

جلد: 64 شمارہ: 11

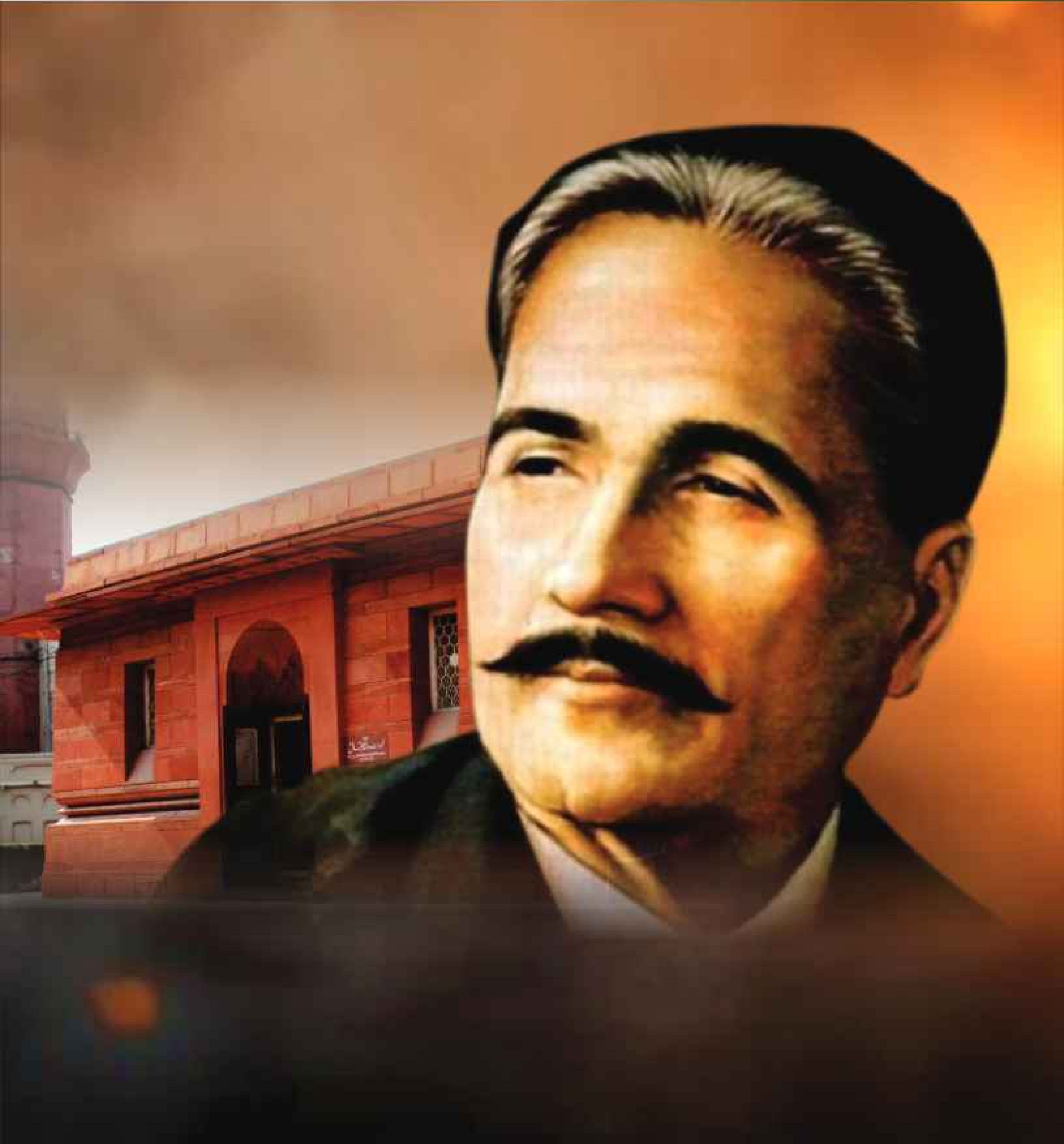

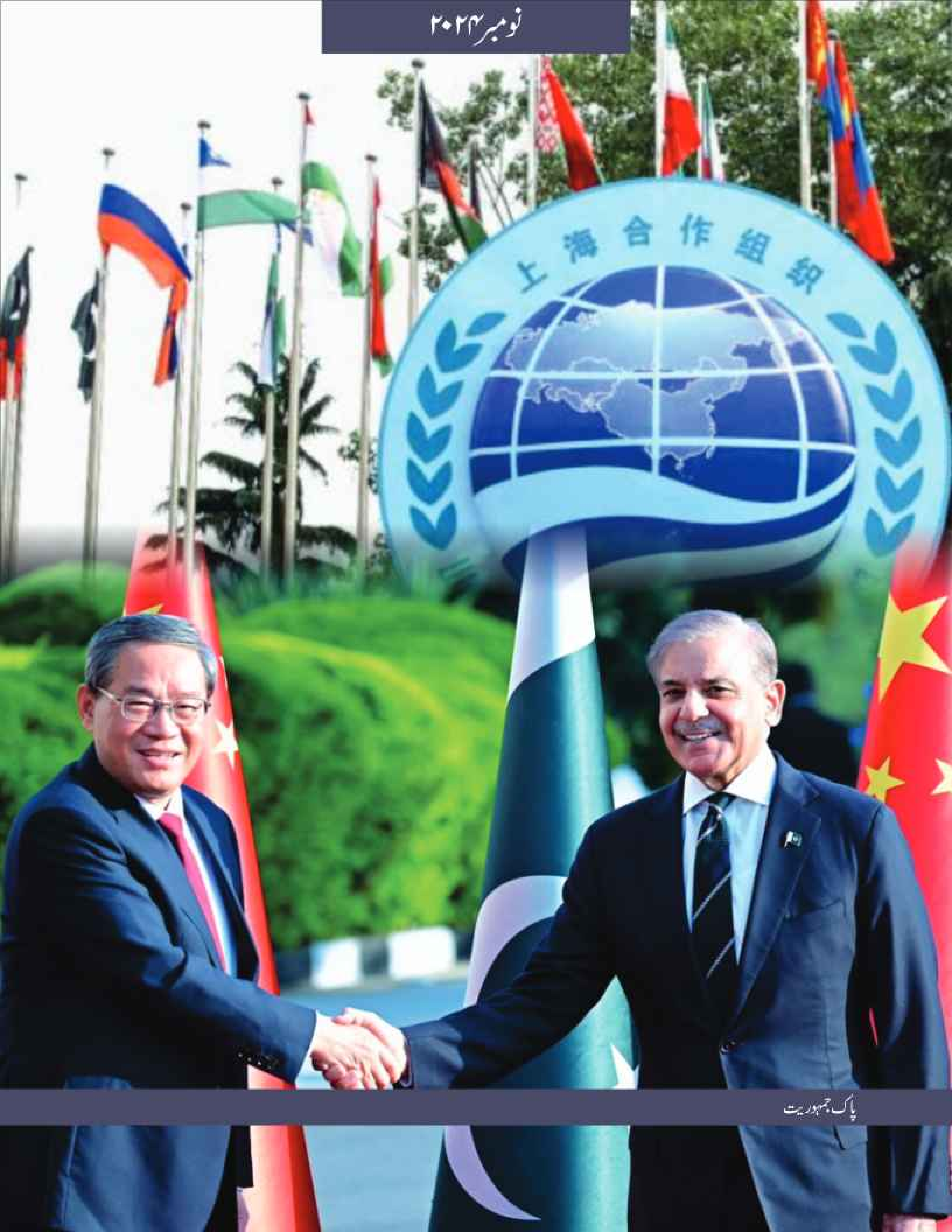
上海合作组织

نومبر ۲۰۲۴ء

پاک جمہوریت

وزارتِ اطلاعات و نشریات کا جریدہ

جلد:64 شمارہ:11

	اداریہ		۵
۱۔	بیداریِ فکرِ اقبال	اسما بابر	۶
۲۔	شنگھائی تعاون کا کامیاب انعقاد: پاکستان اور خطے پر اس کے اثرات	محمد زکریا	۱۳
۳۔	موسمیاتی تبدیلی کے مسائل: کیا کوپ ۲۹ کوئی تبدیلی لائے گا؟	ثوبیہ رحمٰن ارتضائی	۲۰
۴۔	اسرائیل کی مسلسل جارحیت اور اس کے اثرات	ماہتاب بشیر	۲۶
۵۔	اینیمیشن ڈے کی خوشی حرکت اور تخیل کا سفر	نگہت محی الدین	۳۲
۶۔	وزیراعظم شہباز شریف کا اقوام متحدہ میں پاکستان کی قیادت اور اس کے اثرات	محمد نواز طاہر	۳۸

نگران اعلیٰ: عمرانہ وزیر
نگران: ثمینہ فرزین
مینجنگ ایڈیٹر: شبیہہ عباس

چیف ایڈیٹر: ماریہ رشید ملک
ایڈیٹر: انعم اعوان

ڈائریکٹوریٹ آف الیکٹرانک میڈیا اینڈ پبلی کیشنز، 291۔ اے، ایم اے جوہر ٹاؤن لاہور
انتظامیہ: 042-99333909
مدیر: 042-99333912
editor@pakjamhuriat.org

انتباہ

ادارے اور میگزین ''پاک جمہوریت'' کا مقصد عوام الناس کو آگاہ کرنا اور بہترین مواد مہیا کرنا ہے۔ البتہ شمارے میں شامل تمام مضامین مصنفین کی ذاتی آراء پر مشتمل ہیں۔ لہٰذا ادارے یا ادارے کے کسی فرد پر ذمہ داری عائد نہیں ہوتی۔

اداریہ

پاکستان کو عالمی سطح پر درپیش چیلنجز اور اِس کے اثرات پر غور کرتے ہوئے، ہمیں اِن اہم مسائل کو سمجھنا ضروری ہے جو نہ صرف ہمارے ملک بلکہ پورے خطے کے لئے اہم ہیں۔ آذربائیجان میں کوپ ۲۹ ہونے والی ہے، جس میں ماحولیاتی تبدیلیوں پر بات چیت ہوگی۔ اِس کانفرنس میں دیگر ترقی پذیز ممالک بھی شرکت کررہے ہیں جن میں پاکستان بھی شامل ہے۔ پاکستان اپنی شمولیت سے دنیا کو احساس دلانا چاہ رہا ہے کہ ماحولیاتی تبدیلیوں کی ملک کو کتنی بھاری قیمت ادا کرنی پڑ رہی ہے اور اس مسئلے کے فوری حل کی کتنی اشد ضرورت ہے۔ اِس کے علاوہ، پاکستان میں شنگھائی تعاون تنظیم (SCO) کی حالیہ کانفرنس نے اِسے علاقائی سطح پر تعاون کے نئے مواقع فراہم کیے ہیں، جو اقتصادی اور سیکیورٹی تعلقات کو مستحکم کرنے کے لئے اہم ثابت ہوسکتے ہیں۔

دوسری جانب، اسرائیل کے فلسطین اور لبنان پر حالیہ حملوں نے عالمی سطح پر کشیدگی بڑھادی ہے، اور اِس کا اثر پورے خطے پر پڑ رہا ہے۔ پاکستان نے ہمیشہ فلسطین کے حق میں آواز اٹھائی ہے، اور اس کی حمایت عالمی سطح پر انسانی حقوق کے حوالے سے اہم ہے۔ علاوہ ازیں پاکستان کی نوجوان نسل کو علامہ اقبال کے فلسفے سے روشنی حاصل کرنی چاہیے۔ ہر سال ۹ نومبر کو یہ سوچ اُجاگر کرنے کی انتہائی ضرورت ہے کہ فکرِ اقبال ملک کے نوجوانوں کے لیے ضروری ہے۔ درحقیقت پاکستان کو جو بھی چیلنجز کا سامنا ہے اُن کا حل اجتماعی کوششوں سے ممکن ہے۔ اِن تمام موضوعات کے علاوہ اور بھی دیگر مضمون نومبر کے شمارے کا حصہ ہیں جو امید ہے قارئین کی دلچسپی کا مرکز بنے گیں۔

شکریہ

ایڈیٹر پاک جمہوریت

بیداریِ فکرِ اقبال

اسما بابر

(۶ کتابوں کی مصنفہ ہیں، نوائے وقت کی کالم نگار ہیں، ماہنامہ ہلال کی مستقل لکھاری ہیں اور ریڈیو لاہور میں کمپیئر ہیں)

علامہ اقبال کا عہد عالمی تبدیلیوں کا زمانہ تھا اور انہوں نے مسلمانوں کے زوال کا بنظر غائر مطالعہ و مشاہدہ کیا تھا اور پوری دنیا سے تقابل کے بعد صرف اسلام کو مستقبل کی ابھرتی ہوئی قوت قرار دیا تھا، علامہ کی شاعری قرآن مجید سے مستعار ہے۔ علامہ کی شاعری کا اثر یہ ہے کہ ان کے کلام کو پڑھ کر اپنی زندگی کا راستہ متعین کرنے والے کہتے ہیں کہ ابراہیم ہر دور میں حق کا استعارہ ہے اور نمرود ہر عہد کا ابلیسی کردار ہے، اس دور میں ملت ابراہیمی تا قیامت باطل قوتوں سے برسر پیکار رہے گی، حضرت علامہ اقبال نے فرمایا کہ لا الہ الا اللہ کہتے ہوئے میں لرز جاتا ہوں، لا الہ الا اللہ کی ذمہ داری اٹھانے کا احسان اقبال نے ہی اجاگر کیا اور انہوں نے اپنے کلام کے ذریعے نسل در نسل پورے پاکستان میں ہر ادوار میں اس کے اثرات بھی دیکھے ہمارا مجاہد، ہمارا مومن، ہمارا سپاہی، ہمارا غازی یا شہید، ہمارے استاد تعلیم و تربیت کے میدان میں مشعل راہ ہیں، ہمارے اسلاف میں اپنی ثقافت، اقدار اور تہذیب زندہ رکھنے کیلئے حضرت علامہ اقبال کے کلام کو نہ صرف پھیلایا بلکہ ہر میدان میں ان کے کلام سے تربیت حاصل کرنے والوں نے اپنی لگن سے اپنی تربیت شروع کر دی۔

علامہ کی شاعری کا اثر یہ ہے کہ ان کے کلام کو پڑھ کر اپنی زندگی کا راستہ متعین کرنے والے کہتے ہیں کہ ابراہیم ہر دور میں حق کا استعارہ ہے۔

ہم دیکھیں تو اقبال کا اقبال ارمغانِ حجاز میں لکھی اس نظم میں ''مشرق سے ابھرتے ہوئے سورج کو ذرا دیکھ بلند ہوتا ہے۔ حضرت علامہ اقبال شہرہ آفاق ہستی تھے، ہیں اور ہمیشہ رہیں گے ان کے کلام کا جادو پوری دنیا میں جس طرح آج بھی سر چڑھ کر بولتا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے، پاکستان جسے حضرت علامہ اقبال کو خواب تصور کیا جاتا ہے اس پہ ان کی ذات و شخصیت ان کی زندگی ان کے کلام اور قلم کے اثرات یقینی ہیں۔

بازو تیرا توحید کی قوت سے قوی ہے
اسلام تیرا دیس ہے تو مصطفویؐ ہے

اس نابغہ روزگار قلندر لاہوری کو قرآن، خدا اور رسول سے عشق ان کے شعروں میں دھال ڈالتا نظر آتا ہے، حضرت علامہ کی مفاحت و بلاغت پہ معمور نظمیں سکولز، کالجز اور یونیورسٹیز میں طلبہ و طالبات کو ازبر ہوا کرتی ہیں، جو چیز آپ کے دل میں حفظ ہو جائے وہ لہو میں گردش کرنے لگتی ہے، ستارھویں اٹھاریوں انیسویں صدی کے نوے فیصد افراد، بچے، بوڑھا اور جوان اقبال کے شاعری کی کرشمہ سازی پہ نہ صرف حیران تھا بلکہ ان کے پیغام کا پرچار بھی کرتا تھا۔ اقبال نے کائنات کی روحانی صورت، شروع انسان کا مقام اور کائنات کے نظام کے مطابق انسان کی رہنما کا سامان سب اپنی شاعری کے ذریعے اجاگر کردیا۔

جس طرح اقبال کا اصل مخاطب نوجوان ہے اسی طرح پاکستان کی ترقی و ترویج اور مسائل کا حل بھی اچھی نوجوان نسل ہے جب اقبال کہتے ہیں کہ

محبت مجھے ان جوانوں سے ہے
ستاروں پہ جو ڈالتے ہیں کمند

زبان زدِ عام یہی بات ہے کہ پاکستان ''فکرِ'' اقبال کا ثمر ہے تو ان کے نظریات اور تعلیمات ہی اس کے مسائل کا حل بھی ہیں۔

قرآن عشق سکھاتا ہے، تربیت دیتا ہے، مومن بناتا ہے، دشمن سے خبردار کرتا ہے، خودداری پیدا کرتا ہے اور ایمان داری کردار کا حصہ بناتا ہے وہاں اقبال اسی قوم کو کہتے ہیں کہ

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
وہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

پھر جہاں بھائی چارے کی بات آتی ہے تو اقبال کہتے ہیں

بُتانِ رنگ وخوں کو توڑ کر ملت میں گم ہو جا
نہ تُورانی رہے باقی، نہ ایرانی نہ افغانی

جہاں رنگ اور قلم کا ذکر آتا ہے تو اقبال کہتے ہیں کہ

بازو تیرا توحید کی قوت سے قوی ہے
اسلام تیرا دیس ہے تو مصطفویؐ ہے

انسانیت کی حیات نو کیلئے پیام اقبال موثر منشور اور فکری دستور ہے ان کے اشعار و افکار ہر درجہ رہنما ہیں ان کے ارشادات کا فکری بہاؤ

ان کی الہامی لہریں ہیں۔اقبال دراصل نوع بشر کو تاریکیوں سے نکال کر روشنی و نور اور اجالے میں لے آتے ہیں اقبال کے خطبات اور تعلیمات کو عرفانِ انسانیت کی فتح نو یا آدم کی سویر کہنے میں کوئی مبالغہ نہ ہوگا۔

دل بیدار پیدا کر کہ دل خوابیدہ ہے جب تک

نہ تیری ضرب ہے کاری نہ میری ضرب کاری

مغربی تہذیب نے اکیسویں صدی میں انسانیت کو جو کچھ دیا ہے اس کا لب لباب یہ ہے کہ ایٹمی موت کا خوف،معاشی موت کا

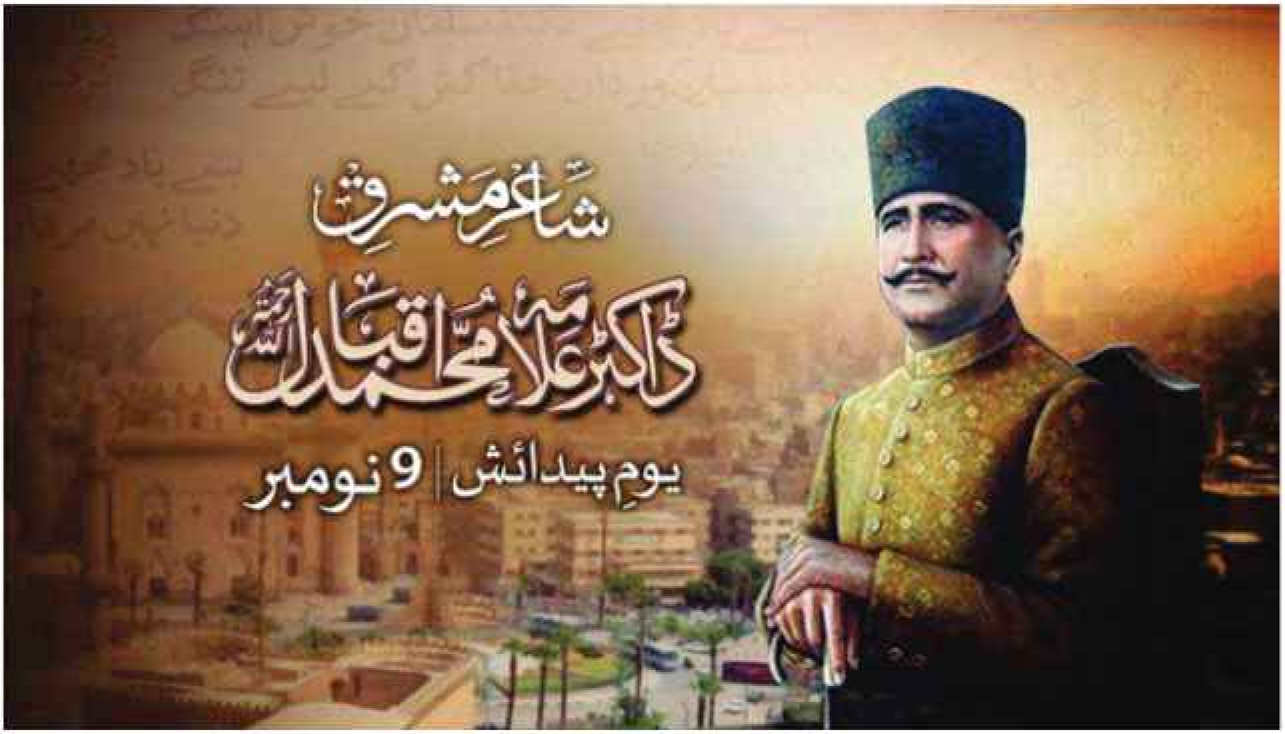

ڈر، مایوسی کا پھیلاؤ، سوشل میڈیا اور چھوٹی سی ڈیوائس (Device) کا پھیلاؤ ہی ہے کہ اس ترقی پذیر قوموں کا عالمی اور قومی منظر نامہ گویا مغرب کی قوم پرستی بالا دستی کا الاؤ ہی درپیش صورتحال کا بلواسطہ اور بلاواسطہ ذمہ دار ہیں ان سامراجی زاچوں نے طوفان بپا کر رکھا ہے جب رسول کا راز حقیقی ہی اسلام کا عصری شہود اور باطنی طاقت اور دین کا عین مظہر بھی۔

کافر کی یہ پہچان کہ آفاق میں گم ہے

مومن کی یہ پہچان کہ گم اس میں ہیں آفاق

ہم سب کو یاد ہوگا کہ بیسویں صدی میں یورپ کے (Think Tank) اس حد تک آن پہنچے تھے کہ وہ اپنے تمام اسلحہ واقتدار اور استعماری حربوں میں ہار جانے پہ اس کھوج میں لگ گئے کہ اسلام اور مسلمان کا حقیقی راز اور طاقت کیا ہے اس پہ یونیورسٹی کے ورکشاپ اور

سیمینارز کئے اور جب انہوں نے تحقیق کرتے کرتے حضرت علامہ اقبال اور ان کے فکر اور عشق کے زاویے دیکھے تو وہ سمجھ گئے کہ!

یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مومن

قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن

علامہ اقبال کا تصور ملت و وطن اسلامی تعلیمات پر مبنی تھا ان کیلئے تمام مسلمان ایک ملت تھے مذہبی بنیاد پر یہ ایک روحانی راستہ ہے چاہے مسلمان دنیا کے کسی بھی کونے اور کسی بھی ملک میں ہوں وہ آپس میں بھائی بھائی ہیں تو اسلامی جمہوریہ پاکستان میں بسنے والی قوم، اسلامی نقطہ نگاہ اور حضرت اقبال کے نظریے کے مطابق ایک ہے پاکستانی قوم کو دریا سے تشبیہہ دیتے ہیں اسی لئے ان کے نظریے کے مطابق پاکستانی

قوم میں دریا ہی کی وسعت اور جوش ہونا چاہیے۔

فکر اقبال کہہ لیں یا کلام اقبال کہہ لیں بات ایک ہی ہے پاکستان تو ارض کا ایک خطہ ہے قوم نے مل کر ایسے نظریات و افکار و دین کا جو آہنی قلعہ دیا ہمارا وطن اسلامی جمہوریہ پاکستان بن گیا، قومیں جب وطن بنانے کا، آزاد ہونے کا سوچ لیتی ہیں تو ان کے شاعر استاد، رہنما ان کیلئے اپنے فہم و فراست کے اندھیرے کو راستے روشن کرتے چلے جاتے ہیں۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں جمہوری طرز حکومت کے بارے میں بہت لکھا جاتا ہے، علامہ اقبال نے بھی اسی طرز حکومت کی حمایت کی اور آپ ہمیشہ سے تو مروجہ جمہوریت کو اسلامی مزاج کے بہت قریب سمجھتے ہیں، خطبات اقبال میں بھی اس کا ثبوت ملتا ہے دنیا کا کوئی بھی نظام

پاکستان میں مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے اقبال کے سخن کی دوراندیشی، عشق رسول، خودی اور مومن کے اوصاف سے بہرمند ہو رہے ہیں۔

چاہے وہ جمہوری ہو صدارتی ہو یا مارشل لاء ہو اس میں کچھ نہ کچھ خامیاں بھی ضروری ہوتی ہیں مگر جمہوریت میں یہ خامیاں علامہ اقبال کے نقطہ نظر کے مطابق کم ہوتی ہیں۔ ہمارا آج کے پاکستان پہ اقبال کی تعلیمات کا اثر دیکھنا چاہتے ہیں تو نصاب میں حضرت علامہ اقبال کا نوجوانوں کیلئے لکھا گیا کلام شامل کرنا، خودی کے حوالے سے مومن کی صفات کا باب اور حضرت علامہ اقبال کے خطوط شامل کرنا بہت ضروری ہے۔

اقبال کے دینی اور سیاسی افکار کے علاوہ نوجوان نسل کیلئے ایسے سیمینار منعقد کرائے جانے چاہئیں جو نوجوان نسل کو بالخصوص اور پاکستانیوں کو بالعموم نظریہ پاکستان کی اساس سے آگاہی ہو۔ یہ حقیقت ہے کہ فکر اقبال کا ثمر پاکستان ہے، ذہن رسا اور دل بیدار پاکستانی قوم نے حکیم الامت کے پیغام کو نہ صرف اسمبلیوں میں بلکہ بڑی بڑی کانفرنسوں میں اجاگر کیا۔

پاکستان میں مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے اقبال کے سخن کی دوراندیشی، عشق رسول، خودی اور مومن کے اوصاف سے بہرمند ہو رہے ہیں مگر ریاست کے مسائل کو دیکھتے ہوئے یہ احساس بھی کہیں اجاگر ہوتا ہے کہ کہیں ہم کوئی غلطی تو نہیں کر رہے۔ مداحان اقبال صرف ذکر اقبال تک محدود ہو کر رہ گئے ہیں۔ اقبال نے جب غفلت میں سوئے ہوئے لوگوں کو جگایا تو قربانیوں کے بعد پاکستان حاصل ہوا۔ مغربی تہذیب وتمدن سے نبرد آزما ہونے والی شاعری اور جوانوں کے اندر جوش وجذبہ پیدا کرنے والے افکار اقبال کے تھے۔ آزادی کی امنگ پیدا کرنا کوئی آسان کام نہ تھا جو کہ اقبال نے کیا تو آج کے پاکستان میں جو مسائل ابھر رہے ہیں ان کے حل کیلئے اگر ہم اقبال کی آواز سنیں کہ

جلانا ہے مجھے ہر شمع دل کو سوزِ پنہاں سے
تیری تاریک راتوں میں چراغاں کر کے چھوڑوں گا

فکر اقبال کے اثرات کی ہمہ گیری اکیسویں صدی میں پورے من وعن کے ساتھ داخل ہو چکی ہے، ملت اسلامیہ کے مسائل کا حل، مقصد کی رہنمائی، تہذیب وثقافت کی افادیت، روایت کے زندہ رکھنے کی اہمیت، باطنی وخارجی اور روحانی کیفیات کا اقبال کے دیئے گئے کا مربوط نظامِ حیات، قوم وملک کیلئے اعلیٰ معمار اور وفادار ہونے کا احاطہ کرتا ہے۔ اقبال جانتے تھے کہ مغربی تہذیب وتمدن ہمارے نوجوانوں اور معاشرے کی تربیت واخلاق کیلئے زہر قاتل ہے، تہذیبیں جہاں انسانی تمدن سپہ سالار اور نمائندہ ہوتی ہیں وہاں ان کی حفاظت اقبال کے افکار کرتے ہیں، آج کا دور مادہ پرستی کا دور ہے اسی لئے انہوں نے کہا کہ

سبق پھر پڑھ شجاعت کا صداقت کا عدالت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا

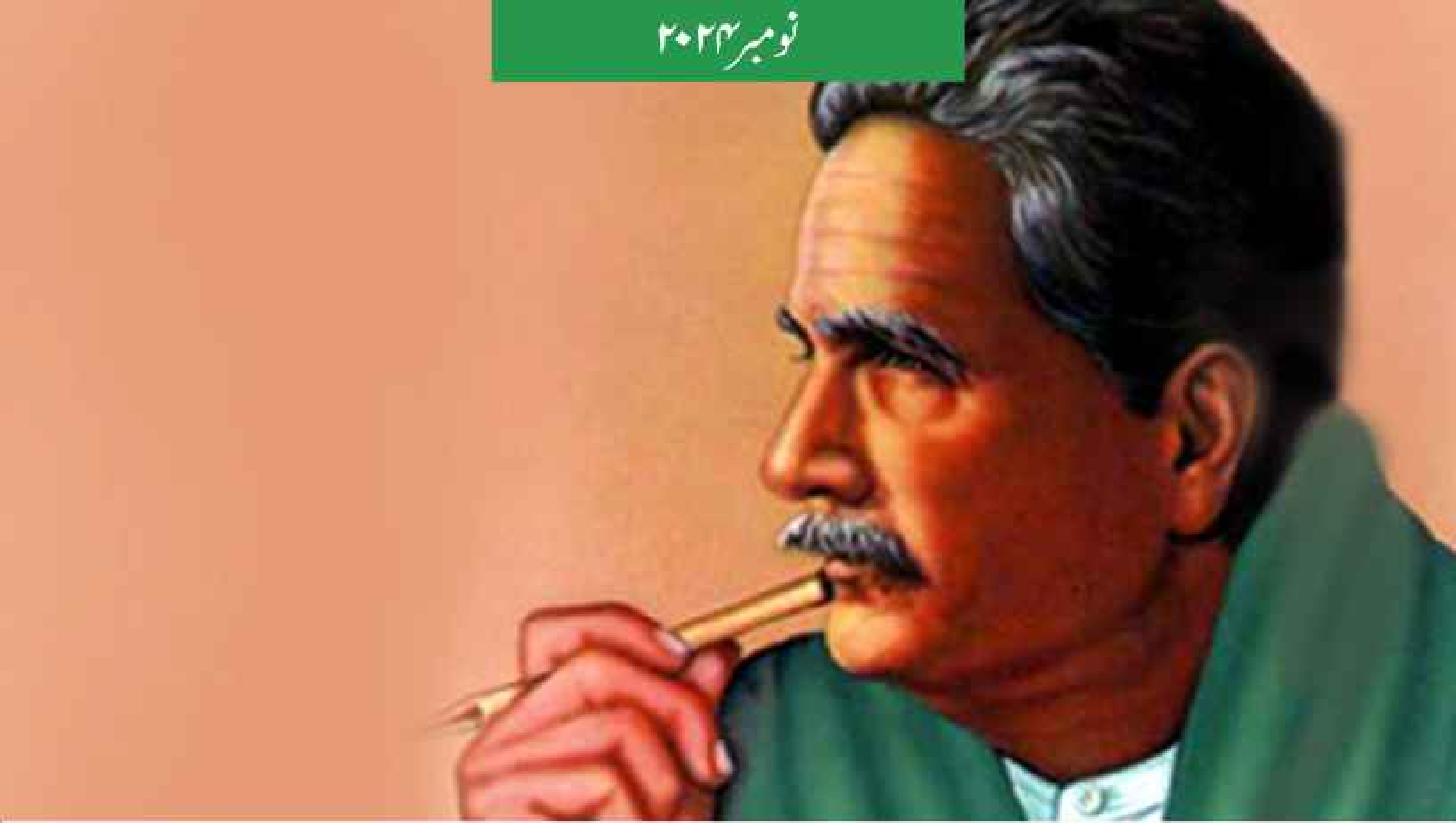

قوموں کی نشو ونما میں رخنے ڈالنے والے افعال و اعمال نے احساس کمتری، منفعت کشی، عیش پسندی، بے حیائی اور بے عملی و علمی سے مسلمانوں کو ناکارہ بنانے کا خطرناک کھیل شروع کر دیا ہے اس کی نشاندہی ہمارے مفکرِ عظیم نے کر دی تھی کہ

وہ فریب خوردہ شاہیں کہ پلا ہو کرگسوں میں
اسے کیا خبر کہ کیا ہے راہ و رسم شاہ بازی

آج کی غیرت مند قوم کے غیرت مند رہنماؤں نے جب دیکھا کہ اقبال کہہ رہے ہیں کہ

پانی پانی کر گئی مجھ کو قلندر کی یہ بات
تو جھکا جب غیر کے آگے نہ تن تیرا نہ من

تو انہوں نے کشکول توڑنے اور غیروں سے امیدیں چھوڑنے کا عہد یوں کیا کہ اسلامی نظریاتی ملک اسلامی جمہوریہ پاکستان کے شر پسندوں کے دباؤ میں آنے کی بجائے اپنی ایسی حکمت عملی ان اصولوں پر وضع کرنے کا عہد کر لیا جو اصول و ثقافت روایات، تعلیمات، ہمیں قرآن پاک، ہمارے نبی کا اسوہ حسنہ، ہمارے خلفائے راشدین اور ہمارے مفکر شاعر مشرق حضرت علامہ اقبال کے افکار نے دیئے۔

آج کے رہنماؤں اور قوم نے یہ سبق یاد کرنے کا ارادہ کر لیا ہے کہ

دیارِ عشق میں اپنا مقام پیدا کر
نیا زمانہ نئے صبح و شام پیدا کر

شنگھائی تعاون کا کامیاب انعقاد:
پاکستان اور خطے پر اس کے اثرات

(مصنف انقلاب میڈیا میں لکھتے ہیں اور پی ایچ ڈی ڈاکٹر ہیں) محمد زکریا

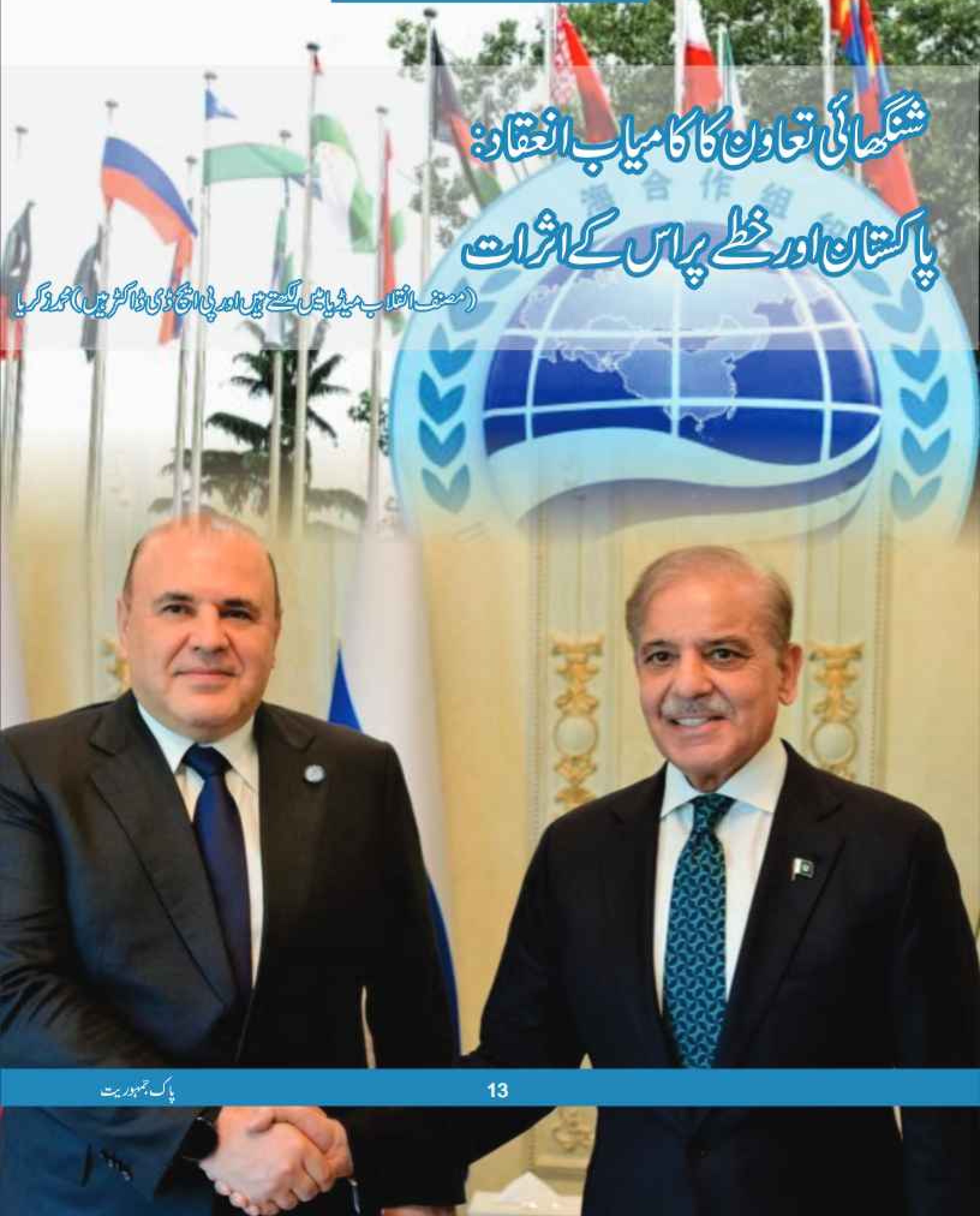

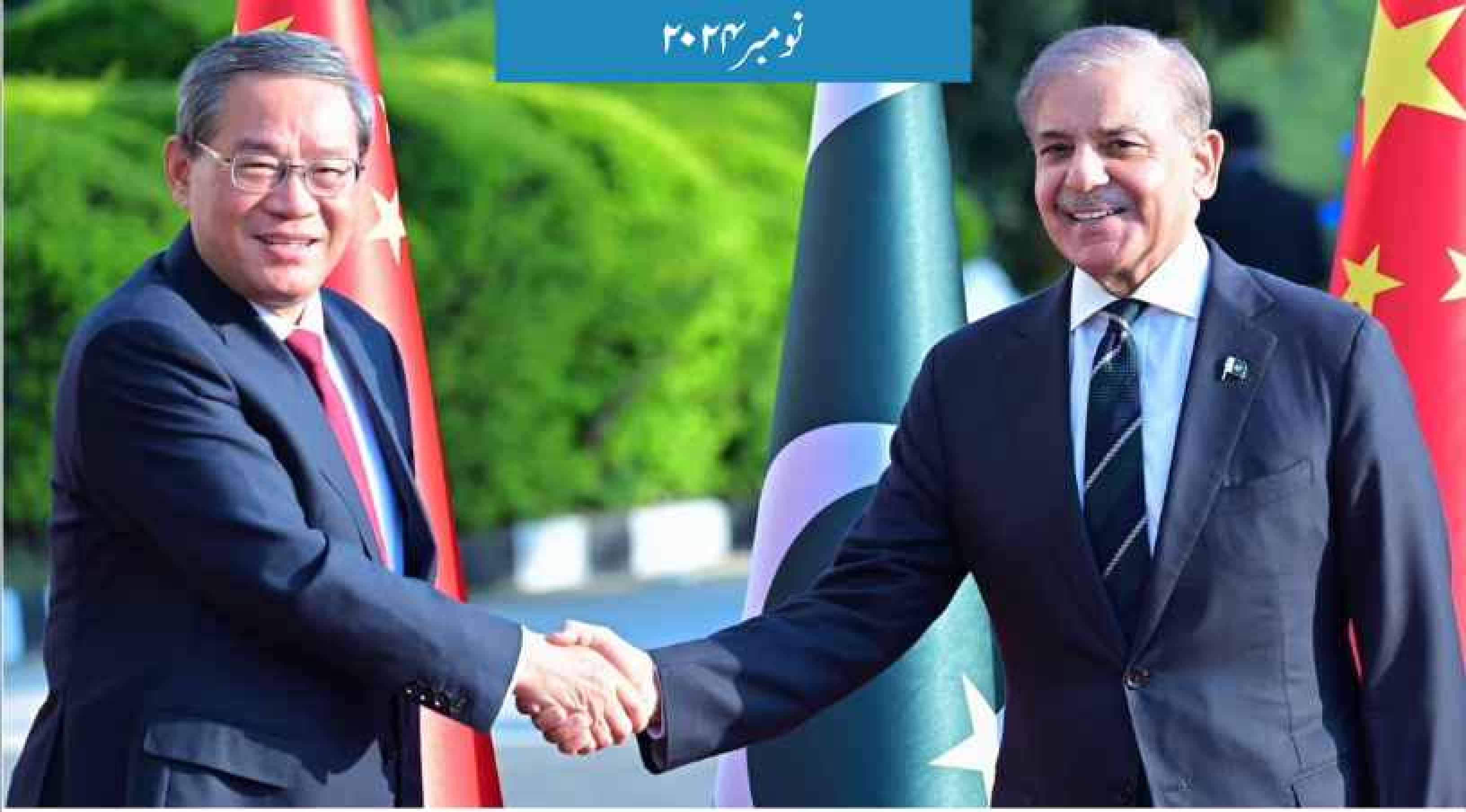

شنگھائی تعاون تنظیم کا پاکستان میں کامیاب انعقاد، پوری قوم کیلئے ایک اعزاز ہے۔ چین، روس، بھارت سمیت دیگر وسط ایشیائی ممالک کے سربراہان کا پاکستان تشریف لانا اس امر کی دلیل ہے کہ دنیا میں منفرد جغرافیائی حیثیت سے پاکستان کو ممتاز مقام حاصل ہے۔ پاکستان؛ بھارت، وسط ایشیائی ممالک اور روس کے درمیان افغانستان کے راستے ایک پل کا کردار ادا کرسکتا ہے جو کہ پورے خطے کیلئے ترقی وخوشحالی کا مستقل ذریعہ بن سکتا ہے۔ جب تک پاکستان اور بھارت کے درمیان اعتماد کا فقدان رہے گا اور بقائے باہمی اور امن کا راستہ اختیار نہیں کیا جائے گا، اس وقت تک اس خطے میں مغرب کے جارحانہ اقتصادی اور سیاسی عزائم کا توڑ ممکن نہیں۔ شنگھائی تعاون تنظیم کے اہداف کے حصول کیلئے پاکستان اور بھارت کے درمیان بقائے باہمی کے اصولوں پر بہترین تعلقات استوار ہونا انتہائی ناگزیر ہیں مگر یہ اُس وقت تک ممکن نہیں جب تک بھارت ہٹ دھرمی چھوڑ کر کشمیریوں کو اقوام متحدہ کی قراردادوں کے مطابق حق خودارادیت نہیں دے دیتا۔ مسئلہ کشمیر بیک وقت پورے خطے کو جنگ اور خوشحالی کی دونوں راہوں پر لے جاسکتا ہے، یہ اب دونوں ممالک کی قیادت اور شنگھائی تعاون تنظیم کے سربراہان کی لیڈرشپ پر منحصر ہے کہ وہ کس چیز کا انتخاب کرتے ہیں۔

پاکستان؛ بھارت، وسط ایشیائی ممالک اور روس کے درمیان افغانستان کے راستے ایک پل کا کردار ادا کرسکتا ہے جو کہ پورے خطے کیلئے ترقی وخوشحالی کا مستقل ذریعہ بن سکتا ہے۔

جدید دور میں کوئی ملک خطے میں تنہا نہیں رہ سکتا، دنیا ایک گلوبل ویلیج بن چکی ہے اور اس صورتحال میں مختلف ممالک کے مفادات ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں۔ ایک ایسا دور کہ جب دنیا کی تقسیم میں اضافہ ہو رہا ہے اور براعظموں میں متعدد تنازعات سر اٹھا رہے ہیں، ایسے

میں شنگھائی تعاون تنظیم رکن ممالک کو موقع فراہم کرتی ہے کہ وہ اپنے اختلافات کو ختم کرتے ہوئے ایک ساتھ مل کر عوام کے مفادات کی خاطر مشترکہ اہداف کیلئے کام کریں۔اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ کوئی بھی ملک دنیا کے دیگر ممالک بالخصوص اپنے ہمسائے ممالک سے الگ ہو کر آگے نہیں بڑھ سکتا، فی زمانہ خارجہ تعلقات اور دوطرفہ تعاون کی اہمیت سے انکار ممکن نہیں، اسی مقصد کیلئے مختلف ممالک ایک دوسرے سے تعاون کو آگے بڑھانے کیلئے جمع ہوتے رہتے ہیں۔شنگھائی تعاون تنظیم ایشیا کے مختلف ممالک کی ایک ایسی اہم تنظیم ہے، جس میں چین اور روس جیسی بڑی اور ابھرتی ہوئی طاقتیں بھی موجود ہیں تو وہیں پاکستان اور ہندوستان جیسے اہم ترین ہمسائے بھی حصے دار ہیں۔ چین، روس، پاکستان، بھارت، تاجکستان، قازقستان اور دیگر ممبران ممالک کی تزویراتی اور محل وقووع کی اہمیت بھی کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے۔ضرورت اس بات کی ہے کہ خطے میں موجود ترقی وخوشحالی کے وسیع مواقع جات سے زیادہ سے زیادہ استفادہ حاصل کیا جائے۔

پاکستان کیلئے یہ نہایت ضروری ہے کہ وہ نئی معاشی شراکت داریوں کے قیام سے ملکی معاشی صورتحال میں واضح بہتری کے مواقع جات سے جتنا ممکن ہو سکے فوائد سمیٹے۔اس بات میں کوئی دورائے نہیں ہے کہ پاکستان جب تک اقتصادی طور پر مضبوط نہیں ہو جاتا، تب تک اقوام عالم میں اپنا اثر ورسوخ اور اسٹریٹجک اہمیت بہتر انداز میں استعمال نہیں کر سکتا۔شنگھائی تعاون تنظیم سے پاکستان نا صرف اقتصادی فوائد، ملکی سلامتی کی ضمانت بلکہ سفارتی سرمایہ کاری بھی حاصل کر سکتا ہے۔عالمی مبصرین کے مطابق پاکستان کی جانب سے اجلاس میں شرکت کیلئے بھارت کو مدعو کرنا واضح کرتا ہے کہ اسلام آباد وسیع علاقائی فریم ورک کے تحت دہلی کے ساتھ سفارتی تعلقات بہتر بنانے کیلئے برابری کی سطح پر آگے بڑھنا چاہتا ہے۔

پاکستان شنگھائی تعاون تنظیم کے کامیاب اجلاس کے انعقاد کے بعد سفارتی تنہائی جیسے پراپیگنڈہ کا منہ توڑ جواب دے چکا ہے۔

> **شنگھائی تعاون تنظیم سے پاکستان نا صرف اقتصادی فوائد، ملکی سلامتی کی ضمانت بلکہ سفارتی سرمایہ کاری بھی حاصل کر سکتا ہے۔**

پاکستان نہ صرف دنیا کا بلکہ عالم اسلام کا اہم رکن ہے، جس کا یہ فرض تھا کہ وہ غزہ ولبنان میں جاری انسانیت سوز مظالم کیخلاف کھل کر اقوام عالم کے سامنے آواز بلند کرے۔ وزیراعظم شہباز شریف قابل تحسین ہیں کہ وہ مظلوم فلسطینیوں کا مقدمہ اقوام متحدہ سمیت ہر فورم پر مؤثر انداز میں اجاگر کر رہے ہیں اور انہوں نے اپنا یہ فریضہ شنگھائی تعاون تنظیم کے اجلاس میں بھی بہترین انداز میں نبھایا۔ایسے موقع پر جب غزہ، یوکرین، لبنان، شام اور یمن جنگ کے شعلوں میں جل رہے ہیں اور ایران پر بھی جنگ کے بادل منڈلا رہے ہیں اس اجلاس کو خطے میں قیام امن کیلئے بھی امید کی کرن قرار دیا جا رہا ہے شنگھائی تعاون تنظیم کے اجلاس کو پاکستان کی خارجہ پالیسی اور معاشی استحکام کیلئے ایک مثبت پیش رفت سمجھا جا رہا ہے۔ پاکستان عالمی توجہ حاصل کرنے میں کامیاب ہو چکا ہے اور اب دنیا پاکستان کی جانب دیکھ رہی ہے۔

شنگھائی تعاون تنظیم کے اجلاس میں چینی وزیرِاعظم لی چیانگ، روسی وزیرِاعظم میخائل مشوستن، تاجکستان کے وزیرِاعظم قاہر رسول زادہ، کرغزستان کے وزیرِاعظم زاپاروف اکیل بیگ، بیلاروس کے وزیرِاعظم رومان گولوف چینکو، قازقستان کے وزیرِاعظم اولجاس بیکتینیوف، تاجکستان کے وزیرِاعظم کوہر رسول زادہ اور ازبکستان کے وزیرِاعظم عبداللہ ارپیوف شریک ہوئے۔ اس کے علاوہ ایران کے نائب صدر محمد عارف اور بھارتی وزیرِ خارجہ جے شنکر بھی 'ایس سی او' کانفرنس میں شریک ہوئے، جبکہ منگولیا مبصر ملک کے طور پر شریک رہا جس کی نمائندگی

منگولین وزیرِاعظم کر رہے تھے۔ اجلاس کے لیے کنونشن سینٹر میں مہمانوں کا وزیرِاعظم محمد شہباز شریف اور نائب وزیرِاعظم اسحاق ڈار نے پرتپاک استقبال کیا۔

افتتاحی بیٹھک سے وزیرِاعظم پاکستان شہباز شریف نے خیر مقدمی خطاب کرتے ہوئے تمام ممالک کے سربراہان کو خوش آمدید کہا۔ اُن کا کہنا تھا کہ 'ایس سی او' سربراہ اجلاس کا انعقاد ہمارے لیے اعزاز ہے۔ وزیرِاعظم نے کہا کہ 'ایس سی او' ممالک دنیا کی آبادی کا ۴۰ فی صد ہیں، پائیدار ترقی کیلئے علاقائی تعاون اور روابط کا فروغ بہت ضروری ہے۔ آج کا یہ اہم اجلاس علاقائی تعاون بڑھانے کا اہم موقع فراہم کر رہا ہے۔ ہم نے اپنے لوگوں کو بہتر معیارِ زندگی اور سہولتیں فراہم کرنی ہیں، جس کیلئے دستیاب مواقع سے استفادہ کرنا ہوگا۔ ہمیں معاشی ترقی، استحکام اور خوشحالی کیلئے مل کر آگے بڑھنا ہوگا۔ ہم عالمی منظرنامے میں تبدیلی اور ارتقا کا سامنا کر رہے ہیں۔ موجودہ صورت حال اجتماعی اقدامات کی متقاضی ہے اور ہم نے اجتماعی دانش کو بروئے کار لاتے ہوئے آگے بڑھنا ہے۔ آج سیاحتی روابط، گرین ڈویلپمنٹ کے شعبوں پر توجہ دینے کی

ضرورت ہے۔

وزیراعظم نے معاشی تعاون کے لیے 'ایس سی او' ممالک کی نئی حکمت عملی پر غور کرنے پر زور دیتے ہوئے کہا کہ موسمیاتی تبدیلی کے اثرات اس وقت پوری دنیا پر مرتب ہو رہے ہیں، جب کہ پاکستان موسمیاتی تبدیلی سے سب سے زیادہ متاثر ہوا ہے۔۲۰۲۲ء کے سیلاب سے پاکستان بری طرح متاثر ہوا اور لاکھوں لوگ کھلے آسمان تلے رہنے پر مجبور ہوئے، جب کہ لاکھوں ایکڑ زمین تباہ ہوگئی، جس سے ہماری زراعت متاثر ہوئی۔ سیلاب سے تباہی کے باعث معیشت کو بھی نقصان پہنچا۔ ایس سی او ممالک کو اس حوالے سے بھی بہتر حکمت عملی اپنانے کی ضرورت ہے۔ وزیراعظم شہباز شریف افغانستان کے حوالے سے کہا کہ افغانستان علاقائی ترقی اور استحکام کے لیے بہت اہم ملک ہے، لیکن افغان سرزمین کا دہشت گردی کیلئے ستعمال روکنا ہوگا، عالمی برادری افغانستان میں انسانی بنیادوں پر امداد پر توجہ دے۔

خطے کے ممالک میں ٹرانسپورٹ اور توانائی کے شعبوں میں تعاون کے بہت مواقع ہیں۔ پاکستان اقتصادی راہ داری کے دوسرے مرحلے میں داخل ہو رہا ہے، علاقائی ترقی کے لیے بیلٹ اینڈ روڈ انتہائی اہم منصوبہ ہے۔ خطے سے غربت کے خاتمے کے لیے وزیراعظم نے اقدامات کو ترجیح دینے پر زور دیتے ہوئے کہا۔ غربت معاشی ہی نہیں بلکہ اخلاقی مسئلہ بھی ہے، لہذا غربت کے خاتمے کے لیے بنیادی وجوہات کے حل پر توجہ دینا ہوگی۔

بھارتی وزیر خارجہ جے شنکر نے پاکستان کو شنگھائی تعاون تنظیم کی صدارت سنبھالنے پر مبارک باد پیش کی اور کہا کہ بھارت نے اس صدارت کو کامیاب بنانے کے لیے اپنی مکمل حمایت فراہم کی ہے۔ انھوں نے اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ ہم ایک ایسے وقت میں مل رہے ہیں جب دنیا بھر میں حالات پیچیدہ ہیں، دو بڑے تنازعات جاری ہیں، جن کے عالمی اثرات مختلف ہیں۔ ' کوویڈ ' نے ترقی پذیر ممالک کو سخت نقصان پہنچایا ہے، شدید موسمی واقعات، سپلائی چین کی غیر یقینی صورتِ حال اور مالیاتی عدم استحکام ترقی کی راہ میں حائل ہیں۔ قرض کا بوجھ ایک سنگین مسئلہ ہے، دنیا پائیدار ترقی کے اہداف حاصل کرنے میں پیچھے ہے۔ اب دنیا کثیر قطبی نظام کی طرف بڑھ رہی ہے، عالم گیریت اور توازن ایسی حقیقتیں ہیں جن سے فرار ممکن نہیں، ان تبدیلیوں نے تجارت، سرمایہ کاری، رابطہ کاری اور دیگر تعاون کے شعبوں میں مواقع پیدا کیے ہیں۔ ہمارا تعاون باہمی احترام اور خودمختاری کی برابری پر مبنی ہونا چاہیے، ہمیں ایک دوسرے کی علاقائی سالمیت اور خودمختاری کا احترام کرنا چاہیے، یہ تعاون حقیقی شراکت داری پر مبنی ہو، نہ کہ یک طرفہ ایجنڈوں پر، ترقی اور استحکام کا دارومدار امن پر ہے، امن کا مطلب دہشت گردی، انتہا پسندی اور علیحدگی پسندی کے خلاف سخت رویہ اختیار کرنا ہے۔

شنگھائی تعاون تنظیم کے مشترکہ اعلامیہ کے مطابق عوام کو سیاسی، سماجی اور معاشی ترقی کے آزادانہ اور جمہوری طور پر انتخاب کا حق حاصل ہے۔ ریاستوں کی خودمختاری آزادی اور علاقائی سالمیت کا باہمی احترام پائیدار ترقی کی بنیاد ہیں۔ برابری، باہمی مفادات اور اندرونی

معاملات میں عدم مداخلت کے اصول پائیدار ترقی کی بنیاد ہیں۔ طاقت کے استعمال کی دھمکی نہ دینے کے اصول عالمی تعلقات کی پائیدار ترقی کیلئے بہت ضروری ہیں۔ شنگھائی تعاون تنظیم میں شامل ممالک عالمی اتحاد برائے انصاف، امن، ہم آہنگی اور ترقی کیلئے اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی سے قرارداد کی منظوری کی تجویز کو فروغ دیں گے۔

اعلامیہ میں رکن ممالک کے درمیان اختلافات اور تنازعات بات چیت اور مشاورت کے ذریعے حل کرنے کے عزم کا اعادہ کیا گیا۔ ایس سی او سیکریٹریٹ کی رپورٹ اور ۲۰۲۵ کے بجٹ کی منظوری دی گئی ایس سی او رکن ممالک کے سربراہان حکومت کا اگلا اجلاس ۲۰۲۵ میں روس میں ہوگا۔ سیاست، سلامتی، تجارت، معیشت، مالیات اور سرمایہ کاری کے شعبوں میں تعاون کو مزید فروغ دیا جائے گا۔ بین الاقوامی تجارت میں رکاوٹیں، سرمایہ کاری کے بہاؤ میں کمی غیر یقینی صورتحال کا باعث بن رہی ہے۔ تحفظاتی تجارتی اقدامات کا مقابلہ کرنے کی مشترکہ کوششیں جاری رکھی جائیں گی۔ زرعی تعاون کے فروغ کے پروگرام کی منظوری دی گئی اور زرعی تجارت میں اضافہ ضروری قرار دیا گیا۔ جبکہ عالمی غذائی تحفظ غذائیت میں بہتری اور تحقیقاتی تعاون کی ضرورت پر زور دیا گیا۔ مشترکہ اعلامیہ کے مطابق تعلیم، ثقافت، سیاحت اور کھیل میں تعاون کے فروغ پر زور دیا گیا اور ایس سی او ممالک کے درمیان ’سلک روڈ‘ فٹسال ٹورنامنٹ کی تجویز پیش کی گئی۔ ایس سی او اجلاس میں نوجوانوں کی پالیسی میں تعاون پر ایس سی او یوتھ کونسل کے اقدامات کا اعتراف کیا گیا۔ سائنس و ٹیکنالوجی میں دلچسپی رکھنے والے پروگرامز کی ترجیح پر زور دیا گیا۔ اجلاس میں اسٹارٹ اپس اور انوویشنز کی عالمی مقابلہ آرائی میں مقام بڑھانے کی ضرورت اور مصنوعی ذہانت کیلئے نئے تحقیقاتی منصوبوں کی مشترکہ

کاوشوں پر زور دیا گیا۔اعلامیہ کے مطابق وفود کے سربراہان نے پاکستان کے ایس سی او سربراہان حکومت کے ۲۳ویں اجلاس کے کامیاب انعقاد پر شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ عوامی سفارت کاری باہمی افہام وتفہیم اور ثقافتی وانسانی روابط مضبوط کرنے میں کردار ادا کرتی ہے۔اجلاس میں چین کی ہمسائیگی،دوستی اور تعاون کی کمیٹی کی کوششوں اور ایس سی او کے ازبکستان،کرغزستان،تاجکستان اور روس میں عوامی سطح پر تعاون کو سراہا گیا۔

شنگھائی تعاون تنظیم کے مشترکہ اعلامیہ کا اگر بغور جائزہ لیا جائے تو تمام رکن ممالک کیلئے اپنے عوام کی تقدیر بدلنے کا بہترین موقع دستیاب ہے۔ضرورت اس امر کی ہے کہ اختلافات کو باہمی مذاکرات اور افہام وتفہیم سے حل کیا جائے اور ان اختلافات کو خطے کی ترقی وخوشحالی کی راہ میں رکاوٹ نہ بننے دیا جائے۔آئندہ نسلوں کو ماحولیاتی تبدیلیوں سے محفوظ،روشن مستقبل کی فراہمی اور ہر سُو ترقی وخوشحالی کی راہیں ہموار کرنے کیلئے رکن ممالک بالخصوص بھارت اور پاکستان کو اپنے اختلافات بھلا کر مشترکہ ویژن کی تکمیل کیلئے تاریخ ساز کردار ادا کرنا ہوگا۔کوئی بھی ملک اکیلے پائیدار ترقی وخوشحالی کی منازل طے نہیں کرسکتا،پائیدار ترقی ہمیشہ خطوں کا نصیب بنتی ہے اور اب وقت آ گیا ہے کہ یورپ اور مغرب کا مقابلہ کرنے کیلئے پورے خطے میں اتحاد و یگانگت اپناتے ہوئے معاشی وسماجی انقلاب برپا کیا جائے۔اختلافات کے خاتمہ کیلئے بامقصد اور نتیجہ خیز مذاکرات ضروری ہیں اور تجارت،سیاحت،تعلیم،زراعت،آئی ٹی اور کھیلوں سمیت ہر شعبہ حیات میں تعاون ترقی وخوشحالی کا ضامن ہے۔جس کیلئے دونوں اطراف کی قیادت کو سنجیدگی کا مظاہرہ کرنا ہوگا۔

پاکستان کو اندرونی سیاسی استحکام،دوررس نتائج کی خارجہ پالیسی،حکومتی عملداری اور مضبوط اقتصادی پالیسی کے دانشمندانہ فیصلے کرنا ہوں گے۔خطے میں تجارتی روابط اور راہداریوں کے فروغ کیلئے ترجیحی اقدامات اٹھانا ہوں گے۔رکن ممالک کو عالمی سطح پر غیر امتیازی اور شفاف تجارتی نظام کے قیام کیلئے کوششیں تیز کرنا ہوگیں۔

شنگھائی تعاون تنظیم کے اجلاس میں شرکت کیلئے آئے چینی وفد میں شامل ایک سفارتکار کا کہنا تھا کہ پاکستان کے کھانوں اور پھلوں کا کوئی جواب نہیں،اگر آپ لوگ ملک میں سیاسی استحکام لے آئیں تو وہ دن دور نہیں جب آپ برکس اور جی ۲۰ کے سربراہی اجلاسوں کی بھی میزبانی کرتے نظر آئیں گے۔میں اس سے قبل بھی بارہا دہرا چکا ہوں کہ دنیا بالخصوص پاکستان کے دوست ممالک وطن عزیز سیاسی استحکام کے متمنی ہیں مگر پاکستان دنیا میں اپنا الگ تشخص اُس وقت تک نہیں قائم کرسکتا،جب تک معاشی میدان میں نمایاں مقام کا حصول ممکن نہ بنا لیا جائے،معاشی استحکام کیلئے سیاسی استحکام ناگزیر ہے کیونکہ معاشی استحکام کیلئے سخت فیصلوں،اور طویل مدتی معاشی پالیسیوں درکار ہیں جو کہ سیاسی جماعتوں کی سوچ میں یکسانیت کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

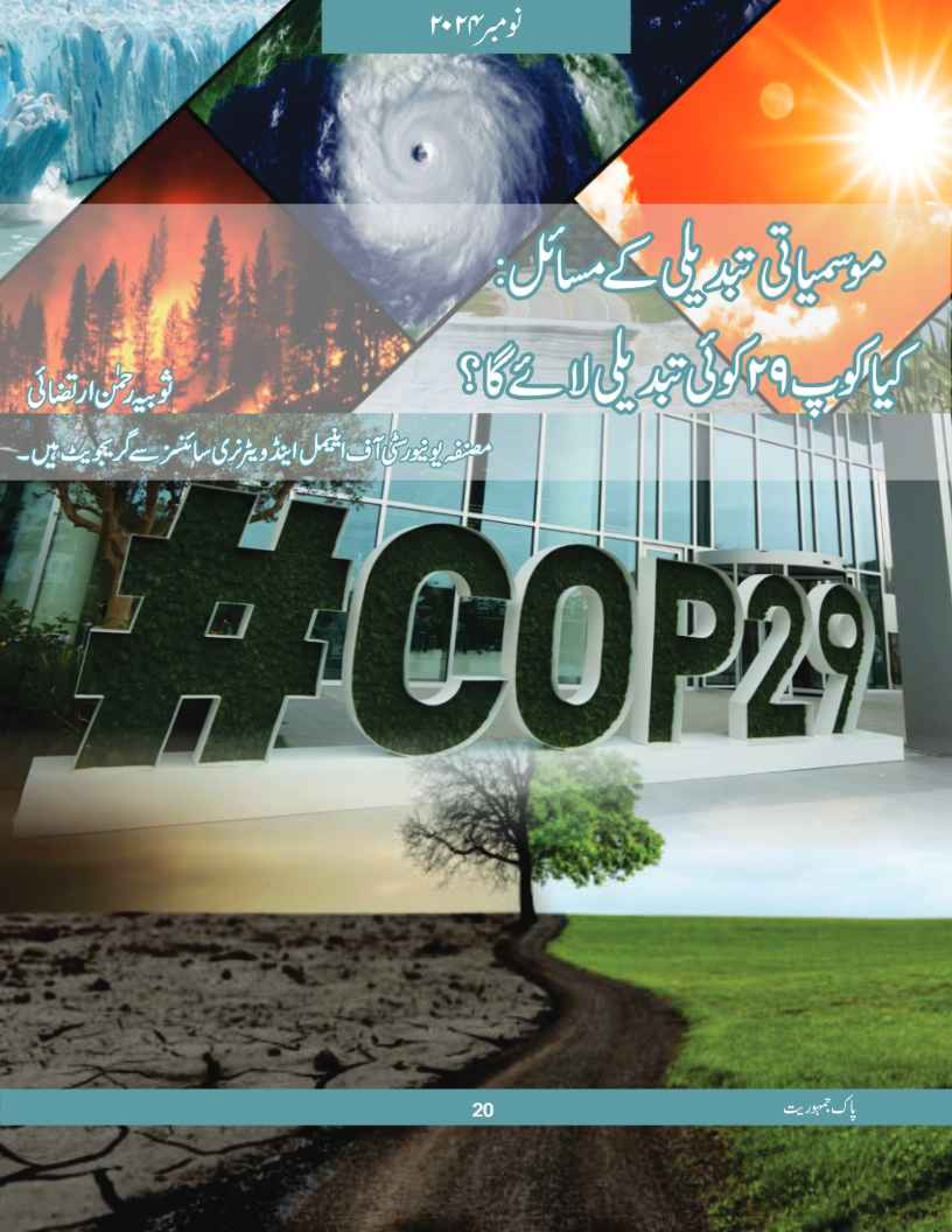

موسمیاتی تبدیلی کے مسائل: کیا کوپ ۲۹ کوئی تبدیلی لائے گا؟

ثوبیہ رحمٰن ارتضائی

مصنفہ یونیورسٹی آف اینیمل اینڈ ویٹرنری سائنسز سے گریجویٹ ہیں۔

بلاشبہ اکسویں صدی میں پوری دنیا اس وقت موسمیاتی تبدیلی کے مسائل کے شکنجے میں گرفتار ہے۔اس صورتحال سے نمٹنے کے لیے کوپ ۲۹ ایک اہم موقع فراہم کرے گی، جہاں تمام ممالک ایک پلیٹ فارم تلے یکجا ہوکر، ماحول کے تحفظ اور مستقبل کی پائیداری کو یقینی بنانے کی کوشش کرسکتے ہیں۔

بلاشبہ اگر ہم باریک بینی سے جائزہ لیں تو اس بات میں کوئی شک نہیں کہ اکیسویں صدی میں تیزی سے بڑھتی ہوئی موسمیاتی تبدیلی اس وقت دنیا کے بڑے مسائل میں سے ایک ہے جو کرہ ارض کے مختلف خطوں میں تباہ کن اثرات مرتب کررہی ہے۔اور ہر سال شدت سے بڑھتے ہوئے موسمیاتی مسائل ہماری بقا کو خطرے میں ڈال رہے ہیں۔گلوبل وارمنگ کی وجہ سے زمین کا درجہ حرارت دن بدن بڑھ رہا ہے، برفانی تودے پگھل رہے ہیں، سمندری سطح میں اضافہ ہورہا ہے اور دنیا کے مختلف حصوں میں غیر متوقع اور شدید موسمی حالات دیکھنے کو مل رہے ہیں۔ان مسائل سے نمٹنے کے لیے اقوام متحدہ کا موسمیاتی تبدیلی کا فریم ورک کنونشن (UNFCCC) دنیا بھر کے ممالک کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرتی ہے تاکہ عالمی سطح پر موسمیاتی تبدیلی کے مسائل پر مشترکہ حکمت عملی بنائی جاسکے۔اسی پس منظر میں رواں سال نومبر کے مہینے میں ہونے والی کوپ ۲۹ کانفرنس اس سلسلے کی ایک اہم کڑی ہے،جس میں دنیا کے بڑے ممالک ایک پلیٹ فارم تلے یکجا ہوکر نئے اقدامات پر غور کریں گے۔

اقوام متحدہ کا موسمیاتی تبدیلی کا فریم ورک کنونشن (UNFCCC) دنیا بھر کے ممالک کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرتی ہے تاکہ عالمی سطح پر موسمیاتی تبدیلی کے مسائل پر مشترکہ حکمت عملی بنائی جاسکے۔

اس مسئلے پر غور وفکر کرنے سے پہلے اگر تاریخ کے پنوں کا گہرائی سے جائزہ لیا جائے تو اقوام متحدہ کی عالمی ماحولیاتی تبدیلیوں کے حوالے سے کوششیں ایک طویل حیثیت رکھتی ہیں۔ سب سے پہلے ۱۹۹۵ء میں اقوام متحدہ کی موسمیاتی تبدیلی کانفرنسوں کا اغاز ہوا تھا جسے کانفرنس آف پارٹیز (Conference of Parties) یا (کوپ) کہا جاتا ہے۔ اس کا مقصد عالمی ماحولیاتی تبدیلی کے خطرات سے نمٹنے کے لیے عالمی معاہدوں، پالیسیوں اور اقدامات کو فروغ دینا ہے۔

اگر ہم (کوپ) کی تاریخ کا جائزہ لیں تو ماضی میں اس پلیٹ فارم تلے کئی اہم معاہدے اور فیصلے ہوئے ہیں جن میں ۲۰۱۵ء کا پیرس معاہدہ سب سے زیادہ اہمیت کا حامل ہے، جس میں تمام ممالک نے اس معاہدے پہ دستخط کیے تھے کہ وہ کاربن کے اخراج کو محدود کرنے اور عالمی درجہ حرارت کو ۱.۵ ڈگری سینٹی گریڈ سے کم رکھنے کی کوشش کریں گے۔ تاہم اس وقت کوپ ۲۹ کو ایک نئے تناظر میں دیکھا جا رہا ہے کیونکہ دنیا بھر میں موسمیاتی تبدیلی کے اثرات میں سنگین حد تک اضافہ ہو چکا ہے اور پیرس معاہدے کو پورا کرنا ایک چیلنج بنا ہوا ہے۔

اگر اسی اثناء میں آگے بڑھا جائے اور ماحولیاتی آلودگی کا جائزہ لیا جائے تو موسمیاتی تبدیلی کے اثرات دنیا بھر میں واضح ہیں اور یہ کئی حوالے سے انسانی زندگی اور ماحولیات کے لیے سنگین خطرات پیدا کر رہے ہیں۔ عالمی درجہ حرارت میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے، جس کی مثال ۲۰۲۳ کا ریکارڈ توڑ گرم سال تھا، جب زمین کا اوسط درجہ حرارت گزشتہ برسوں کی نسبت ۱.۲ ڈگری سینٹی گریڈ زیادہ ہوا تھا۔ جس کی وجہ سے شدید گرمی کی لہروں میں انتہا کن حد تک اضافہ ہوا ہے جو زراعت، پانی کی فراہمی اور انسانی صحت میں منفی اثرات ڈال رہی ہیں۔

مزید برآں، ان گرمی کی لہروں کی وجہ سے قطبی برفانی تودے تیزی سے پگل رہے ہیں جن سے سمندری سطح میں اضافہ ہو رہا ہے۔ جس کی وجہ سے ساحلی علاقے خطرے میں ہیں اور لاکھوں لوگ بے گھر ہو سکتے ہیں۔ عالمی رپورٹ کے مطابق، ۲۰۵۰ء تک بنگلہ دیش جیسے ساحلی علاقوں میں ۲۰ لاکھ افراد بے گھر ہو سکتے ہیں اگر فلوقت موسمیاتی تبدیلیوں پر قابو نہ پایا جاسکا۔ اس کے علاوہ شدید طوفان، سیلاب، خشک سالی، اور جنگلاتی آتشزدگی جیسے واقعات میں اضافہ ہوا ہے، جو انسانی جانوں اور معشیت کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔

کیا کوپ ۲۹ کوئی تبدیلی لائے گا: توقعات:-

اگر اس تصور سے مزید آگے بڑھا جائے تو، دنیا موسمیاتی تبدیلیوں کے سنگین نتائج کا سامنا کر رہی ہے جو ہر سال شدت سے بڑھ رہے ہیں اور انسانی بقا کو خطرے میں ڈال رہے ہیں۔ اس سلسلے میں اقوام متحدہ کے زیر اہتمام رواں برس نومبر کے مہینے میں آذربائیجان میں ہونے والی کوپ ۲۹ کانفرنس ایک اہم کڑی ہے جس میں عالمی رہنما، ماہرین موسمیاتی تبدیلیوں کے بحران کے حل کے لیے ایک نئے عزم کے ساتھ اکٹھے ہوں گے۔ بلاشبہ دنیا بھر کو اس سے کئی اہم توقعات وابستہ ہیں، خاص طور پر ترقی پذیر اور غریب ممالک کے لیے جو موسمیاتی تبدیلیوں کا سب سے زیادہ شکار ہو رہے ہیں۔ اگر دیکھا جائے تو کانفرنس کا سب سے پہلا بنیادی مقصد عالمی درجہ حرارت کو ۱.۵ ڈگری سینٹی گریڈ سے نیچے رکھنے پر مرکوز ہوگا، تاکہ کرہ ارض پر ہونے والی موسمیاتی تباہیوں سے بچا جا سکے۔ اس کے ساتھ ساتھ کاربن اخراج میں کمی کے اہداف پر مزید سختی سے عمل درآمد کا مطالبہ کیا جائے گا، کیونکہ پیرس معاہدے کے تحت مقرر کردہ اہداف کی ناکامی نے ماحولیاتی بحران کو مزید سنگین بنا دیا ہے۔

مزید برآں، اس کانفرنس میں مالیاتی تعاون کے حوالے سے بھی کئی اہم فیصلے متوقع ہیں۔ ترقی پذیر اور غریب ممالک جو موسمیاتی تبدیلیوں کا سب سے زیادہ شکار ہو رہے ہیں ان کے لیے اہداف کا تعین کیا جائے گا۔ نئے اہداف میں مالی وعدوں کی مقدار اور فنڈز کی بہتر رسائی شامل ہوگی، تاکہ موسمیاتی انصاف کو فروغ دیا جا سکے۔ علاوہ ازیں، تجدید توانائی کے فروغ کے لیے بھی عالمی سطح پر اقدامات متوقع ہیں جس میں شمسی اور ہوا سے پیدا ہونے والی توانائی جیسے ماحول دوست ذرائع کو فروغ دیا جائے گا جسے نہ صرف کاربن اخراج کو کم کیا جا سکے گا بلکہ عالمی توانائی کی پائیداری کو یقینی بنایا جا سکے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ، موسمیاتی تبدیلی سے متاثرہ افراد کی مدد کے لیے خصوصی فنڈز اور عالمی سطح پر تعاون کے منصوبے تشکیل دیے جائیں گے تاکہ شدید سیلابوں، قحط اور دیگر قدرتی آفات سے نمٹنے میں ان کی مدد ہو سکے اور معاشی بحالی کو تیز کیا جا سکے۔

اگر اسی اثناء میں پاکستان کو دیکھا جائے تو کوپ ۲۹ میں اس کی شمولیت اور کردار نہایت اہمیت کا حامل ہوگا۔ کیونکہ پاکستان موسمیاتی تبدیلیوں میں سب سے زیادہ متاثرہ ممالک میں شامل ہے جبکہ اس کا عالمی کاربن اخراج میں حصہ صرف ۱ فیصد سے بھی کم ہے۔

”وزیراعظم کی موسمیاتی تبدیلی کی رابطہ کار محترمہ رومینہ خورشید عالم کے مطابق“، کوپ ۲۹ پاکستان کے لیے ایک سنہری موقع ہے اگر پاکستان بین الاقوامی برادری کو موسمیاتی مسائل اور ان سے نمٹنے کے لیے مالی و تکنیکی معاونت کی فوری ضرورت پر قائل کر سکے۔“

بڑھتے ہوئے سلاب، گلیشیئرز کا پگھلنا اور زراعت کی تباہی جیسے مسائل پاکستان کی معیشت اور ماحول پہ گہرے اثرات مرتب کر

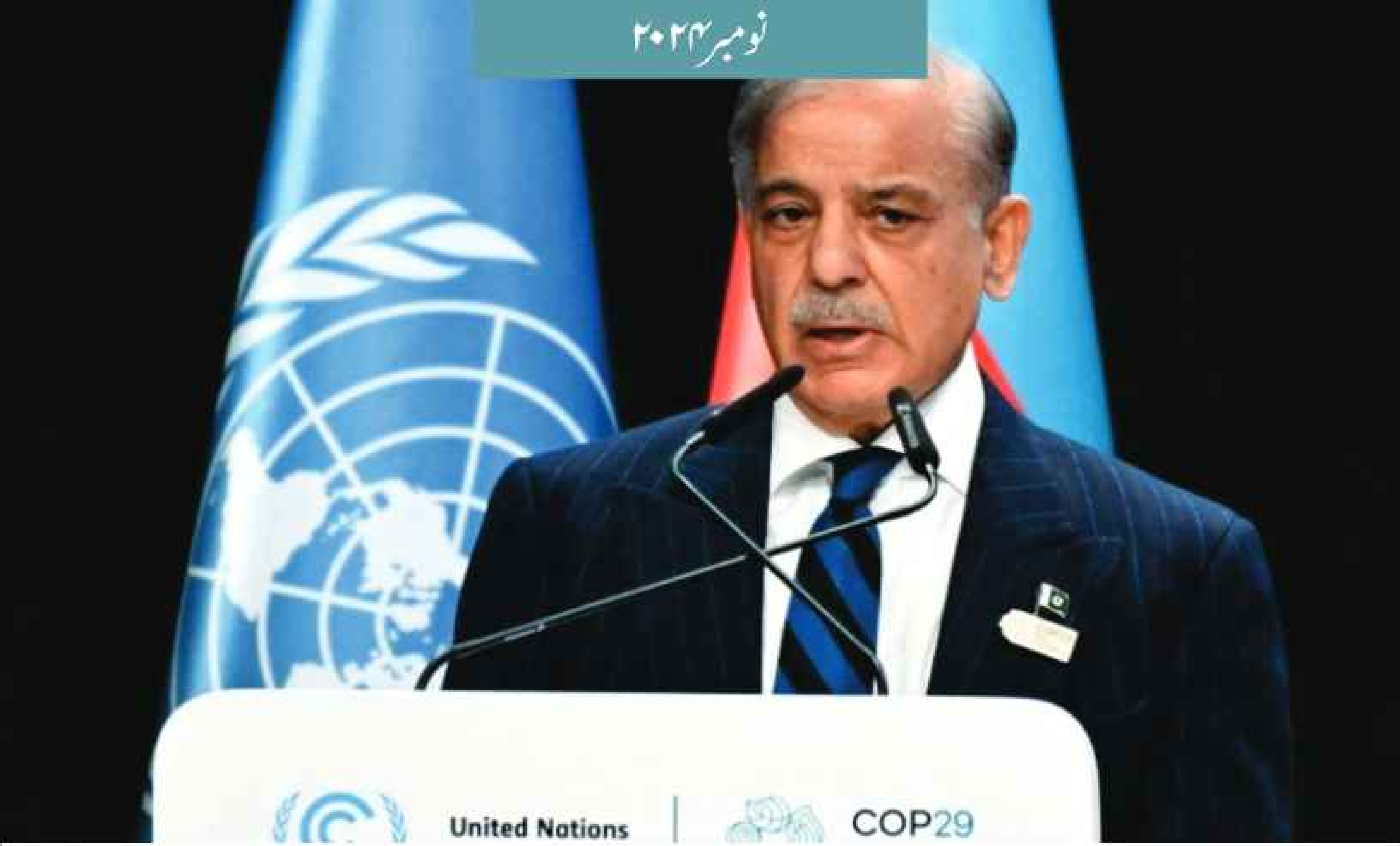

رہے ہیں۔ ۲۰۲۲ء کے تباہ کن سیلابوں نے ملکی معیشت کو ۲۴ ارب سے زائد کا نقصان پہنچایا تھا جس نے موسمیاتی مسائل کی سنگین نتائج کو مزید اجاگر کیا۔ پاکستان کوپ ۲۹ میں عالمی سطح پر مالی امداد، تکنیکی معاونت اور تعاون کو اجاگر کرے گا اور آذربائیجان کے ساتھ مل کر ایک مشترکہ کلائمیٹ ٹرانسپیرنسی رپورٹ پیش کرے گا تاکہ طویل مدتی موسمیاتی فوائد حاصل کیے جاسکیں۔

بلاشبہ اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ کوپ ۲۹ سے دنیا بھر کو بہت سی توقعات وابستہ ہیں لیکن اس کے نتائج کا انحصار صرف اس بات پر ہوگا کہ عالمی ممالک کس حد تک اپنی سیاسی اور اقتصادی ترجیحات کو ماحولیات کے اہداف کے ساتھ ہم آہنگ کرتے ہیں۔ اس کانفرنس کے ممکنہ نتائج میں ایک نئے عالمی معاہدے کا قیام شامل ہوسکتا ہے جو موسمیاتی تبدیلی کے خلاف جنگ میں سنگ میل ثابت ہوگا۔

مختصراً، کوپ ۲۹ ایک اہم موقع ہے جس میں دنیا بھر کے ممالک موسمیاتی تبدیلی کے بحران سے نمٹنے کے لیے ایک پلیٹ فارم تلے یکجا ہوکر مثبت اقدامات اٹھا سکتے ہیں۔ تمام ممالک کو اس کانفرنس میں اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرتے ہوئے عملی اقدامات اٹھانے ہیں تاکہ گلوبل وارمنگ کے تباہ کن اثرات کو کم کیا جاسکے۔ یہ کانفرنس ترقی پذیر اور غریب ممالک کے لیے اس ماحولیاتی آلودگی کے اندھیرے میں ایک اجالے کی کرن ہے کہ عالمی برادری ان کے مسائل کا ادراک کرے گی اور موسمیاتی انصاف کے حصول کے لیے عملی تعاون فراہم کرے گی۔

اسرائیل کی مسلسل جارحیت اوراس کے اثرات

ماہتاب بشیر دنیا میڈیا گروپ

سات اکتوبر ۲۰۲۳ کو حماس کی جانب سے اسرائیل پر حملے اور بعد ازاں اسرائیل کی جانب سے جوابی وار سے شروع ہونے والی جنگ کو ایک سال سے زائد عرصہ ہو چکا، غزہ میں جنگ جاری ہے اور یہ تنازعہ لبنان تک پھیل چکا ہے۔ اگرچہ مشرق وسطیٰ کی کوئی بھی ریاست انتشار کی طرف راغب ہونے میں دلچسپی نہیں رکھتی، لیکن اسرائیل کی جارحیت کے باعث لبنانی محاذ کا بھڑک اٹھنا اور ایران کی جانب سے تہران میں اسماعیل ہانیہ اور بیروت میں حسن نصراللہ کی ٹارگٹ کلنگ کے جواب میں بیلسٹک میزائلوں کے حملے نے نہ صرف اس جنگ کی شدت بلکہ اس کی تباہ کاریوں کو دیگر ممالک تک بھی پھیلا دیا ہے، جنگ کے اثرات جنوبی ایشیاء میں بھی دیگر صورتوں میں محسوس کئے جانے لگے ہیں۔ بینجمن نا تنیا ہو جنگ میں پھنس چکا ہے، وہ صرف اور صرف فلسطینیوں کی نسل کشی چاہتا ہے، وہ فلسطین میں اپنی سیٹلمنٹس کا خواہاں ہے، وہ گریٹر اسرائیل پر کام کر رہا ہے، اس کے لئے نا تنیا ہو پاور میں رہنا چاہتا ہے اس لئے یہ جنگ جاری رکھنا ہی اس کو انفرادی طور پر آگے لیجا رہی ہے، کیونکہ اسے سنجیدہ کرپشن کیسز کا سامنا ہے، اور کیونکہ اسرائیلی سوسائٹی میں پولرائزیشن موجود ہے، ان حالات میں اگر جنگ ختم ہوتی ہے تو نا تنیا ہو اپنی موت آپ مارا جائے گا، اور اس جنگ نے ایک نہ ایک دن ختم ہونا ہی ہے ابھی تک جنگی حکمت عملی اسرائیل کو کسی صورت میں بھی فائدہ نہیں پہنچا پائی ہے بلکہ اسے شکست کا سامنا ہی رہا ہے، اسرائیل اپنے یرغمالی نہیں چھڑا پایا، حماس نیٹ ورک کو ختم کرنے میں مکمل ناکام، کیونکہ نظریہ کبھی نہیں مرتا اور حماس نظریاتی جماعت ہے، حزب اللہ پہلے سے زیادہ منظم ہو چکا ہے، اس لئے اسرائیل اب انتہائی مشکل دور میں پہنچ رہا ہے جہاں نا تنیا ہو کو

اپنے survival کے لئے جنگ جاری رکھنا ضروری ہوگیا ہے۔ایک اوراہم بات یہ ہے کہ دنیا جانتی ہے کہ اسرائیل امریکہ کی امداد کے بغیر ایک دن بھی جنگ نہیں لڑسکتا،اس کا مطلب یہ بھی ہے کہ گزشتہ کئی ماہ سے اسرائیل ہر حربہ استعمال کر چکا اور اپنے مقاصد میں کامیاب نہیں ہو پایا، جس سے یہی اندازہ لگایا جارہا ہے کہ اب اسرائیل اپنی ملٹری، اکنامک اور سیاسی پاور کو exhaust کر چکا ہے۔اگرچہ ۷ اکتوبر یقینی طور پر مشرق وسطیٰ کے لیے گیم چینجر کی نمائندگی کرتا ہے،لیکن جاری تبدیلیوں کی حد ابھی تک واضح نہیں ہے۔اور نہ ہی یہ واضح ہے کہ وہ خطے میں جغرافیائی سیاسی توازن کو کس طرح ازسرنو تشکیل دیا جائے گا،اس کے برعکس جو بات حیرت انگیز طور پر واضح ہے وہ یہ ہے کہ گزشتہ تیرہ مہینوں کے دوران بالخصوص اسرائیل کی جانب سے بہت سی سرخ لکیریں عبور کی گئی ہیں جس سے ممکنہ طور پر پورے مشرق وسطیٰ کو ایک وسیع جنگ کے دہانے پر لایا گیا ہے،اور جس کا پیشگی اعلان گزشتہ برس سات اکتوبر سے اب تک اسرائیلی وزیر اعظم بینجمن ناتن یاہو کرتے چلے آرہے ہیں۔

بنیادی طور پر ۷ اکتوبر کو ہلاکتوں کے پیش نظر اسرائیل نے محسوس کیا کہ وہ جارحیت اور بربریت کو جائز قرار دیتے ہوئے امریکہ کی پشت پناہی میں حماس، حزب اللہ سمیت دیگر گروپوں کو ملیامیٹ کردے۔

مشرق وسطیٰ میں ۲۰۲۳ کی تصویر بہت مختلف تھی،حل نہ ہونے والے بحرانوں اور دیرینہ تناؤ کی برقراری کے باوجود ایسا لگتا تھا کہ مشرق وسطیٰ میں ایک دہائی سے زیادہ ہنگامہ آرائی، شدید دشمنی اور خطے میں درمیان پراکسی جنگوں کے بعد امن (ڈے ٹانٹ) کا ایک مرحلہ شروع ہوا تھا، ۷ اکتوبر سے پہلے درحقیقت علاقے میں کشیدگی کم کرنے کے لیے شدید دباؤ تھا۔سعودی ایران سفارتی معاہدہ چین، عراق اور عمان کی ثالثی کی بدولت مارچ ۲۰۲۳ میں دستخط کیا گیا۔اس سے قبل ۲۰۲۰ میں اسرائیل اور عرب ریاستوں بحرین، مراکش، سوڈان اور متحدہ عرب امارات کے درمیان امریکہ کی سرپرستی میں ابراہم ریکارڈ پر دستخط ہوئے تھے۔بنیادی طور پر ۷ اکتوبر کو ہلاکتوں کے پیش نظر اسرائیل نے محسوس کیا کہ وہ جارحیت اور بربریت کو جائز قرار دیتے ہوئے امریکہ کی پشت پناہی میں حماس، حزب اللہ سمیت دیگر گروپوں کو ملیامیٹ کردے،اس کے بعد دنیا نے دیکھا کہ اسرائیل نے کس شدت سے غزہ اور بعدازاں دیگر وسطی ایشیائی ممالک کو نشانہ بنانا شروع کیا جس کا اصل مقصد فلسطینیوں کی نسل کشی ہی تھا، مگر دوسری جانب چند اسرائیلی، امریکی اور یورپی ممالک کے پالیسی میکرز نے اسرائیلی جارحیت کے خلاف مختلف پلیٹ فارمز پر آوازیں اٹھائیں، ان کے ایسے خیالات کو اسرائیل کی جانب سے غداری تصور کیا جانے لگا، سوشل میڈیا پر ہمدردی یا انسانیت کا اظہار کرنے والے اسرائیلی پالیسی میکرز پر نظر رکھی گئی ہے اور انہیں پولیس تفتیش کے لیے طلب کیا جاتا رہا ہے، کچھ کو نوکریوں سے بھی نکال دیا گیا ہے۔علاوہ ازیں جب اسرائیل نے غزہ شہر میں ہزاروں بے گھر لوگوں کو پناہ دینے والے ایک اسکول پر بمباری کر کے ۱۰۰ افراد کو ہلاک کر دیا اور یہ دعویٰ کیا کہ یہ حماس کا مرکز ہے، تو اکثر اسرائیلی میڈیا نے اس پر رپورٹ کرنے کی زحمت تک نہیں کی۔اسرائیلی فوج کے ہاتھوں خواتین اور بچوں سمیت ۱۰۰ بے گھر افراد کا قتل اسرائیل میں ادارتی آپشن کے طور پر نہ تو اہم ہے اور نہ ہی دلچسپ، کسی نے احتجاج کرنے، تنقید کرنے، یا یہ پوچھنے کا بھی

نہیں سوچا کہ کیا یہ ایک جائز اقدام بھی ہے؟ مگر چونکہ اسرائیلی فوج نے اسے حماس کا ٹھکانہ قرار دیا تو یہ سب کچھ جائز بن گیا۔ دوسری جانب نادر، بیروت میں حزب اللہ کے رہنما حسن نصر اللہ کے قتل کے بعد اسرائیلی میڈیا نے جشن منایا، جب اس طرح کی خوشی کا اظہار نہ صرف کیا جاتا ہے، بلکہ مجموعی طور پر میڈیا اس کی حوصلہ افزائی کرتا ہے، تو نتیجہ ایک غیر انسانی گفتگو کی صورت میں نکلتا ہے۔ نصر اللہ کے قتل کے بعد اسرائیل کے ایک

معروف چینل ۱۳ کا ایک رپورٹر اسرائیل کے شمال میں ایک شہر کی گلیوں میں گھومتے رہا اور براہ راست نشریات میں راہگیروں کو چاکلیٹ تقسیم کرتا رہا، اس سے پہلے کبھی بھی ٹارگٹ کلنگ کا جشن منانے کے لئے اس طرح براہ راست کچھ نشر نہیں ہوا تھا۔ آج اسرائیلی لبنان میں اپنی طرف سے وحشیانہ 'کامیابیوں' کا جشن منا رہے ہیں، لیکن اسرائیل نے کئی دہائیوں سے فلسطینیوں اور لبنانیوں پر جو مصائب ڈھائے ہیں۔ اسرائیلی پائلٹوں اور ڈرون آپریٹرز کو یہ سوچنے کی ضرورت نہیں ہے کہ مبینہ ہدف کو نشانہ بنانے والے میزائل سے کتنے شہری ہلاک ہو سکتے ہیں۔ قتل کا فیصلہ حال ہی میں علاقائی فوج کے کمانڈروں کو سونپا گیا ہے، جن کے اختیار میں کافی حد تک توسیع کی گئی ہے۔ وقت بچانے کے لیے، چین آف کمانڈ کا کوئی حوالہ نہیں ہے۔ لبنان، غزہ اور مغربی کنارے میں تمام عام شہری نشانہ ہیں۔ بچوں کو مارنے کے بارے میں ممنوعات ختم ہو چکے ہیں۔ اس جنگ میں کوئی سرحد یا سرخ لکیریں نہیں ہیں۔ اسرائیل ایک قوم کو بھوکا مار سکتا ہے، اس نے اپنی جیلوں میں معمول کے مطابق تشدد اور عصمت دری کا استعمال کیا ہے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ اسرائیل نے حزب اللہ کے کمانڈ سینٹر پر فلیٹوں کے چار بلاکس پر اپنے حملوں میں ۳۰۰ افراد کو ہلاک

کیا، جن میں سے زیادہ تر عام شہری ہوں گے، اور عالمی برادری زیادہ تر خاموش ہے۔ مگر حقیقت یہی ہے کہ طاقت کے نشے میں وحشت اسرائیل ایک گہرے فریب میں ہے۔ اس کی قیادت اور سینئر کمانڈروں کو ختم کرنے سے حزب اللہ کو نہ ہی مارا جا سکتا ہے اور نہ ہی جنگجوؤں کی نئی نسل کو آگے آنے سے روکا جا سکتا ہے، جو پچھلی نسل کی پابندیوں کو محسوس نہیں کرے گی۔ نہ ہی اسرائیل اس بات کی ضمانت دے سکتا ہے کہ آگے کون آئے گا۔ اب تک حزب اللہ نے عام شہریوں کو نشانہ نہیں بنایا اور اسرائیل کے ساتھ کسی بڑی جنگ میں ملوث ہونے میں دلچسپی نہیں لی۔ ان کے حملے حزب اللہ کی عسکری صلاحیت کو ظاہر کرنے کے لیے بنائے گئے تھے، نہ کہ ٹرمینل ضربیں لگانے کے لیے۔ حزب اللہ نے یہ بھی کہا ہے کہ ان کا تنازع اس وقت ختم ہو جائے گا جب غزہ میں جنگ بندی پر اتفاق ہوگا۔ یہ پابندی ختم ہونا تقریباً یقینی ہے۔ دوسری جانب یہ اب حزب اللہ کے لیے بھی ایک وجودی جنگ بن چکی ہے۔ ۱۷ اور ۱۸ ستمبر ۲۰۲۴ کو لبنان اور شام میں ہزاروں ہینڈ ہیلڈ پیجرز اور سیکڑوں واکی ٹاکی تقریباً بیک وقت پھٹ گئے، جس میں درجنوں افراد ہلاک اور ہزاروں زخمی ہوئے۔ دو دن بعد ایک اسرائیلی فضائی حملے میں حزب اللہ کے دو اعلیٰ کمانڈروں ابراہیم عاقل اور احمد وہبی سمیت کم از کم ۴۵ افراد ہلاک ہوئے۔ پھر Arrows of the North (شمال کے تیر) کے نام سے اسرائیلی آپریشن (فضائی حملوں) میں حزب اللہ کے ۱۶۰۰ مبینہ ٹھکانوں کو نشانہ بنایا۔ ان فضائی حملوں میں جن کا مقصد حزب اللہ کے میزائل، راکٹ اور توپ خانے کو تباہ کرنا تھا، خواتین اور بچوں سمیت ۵۵۰ سے زائد افراد ہلاک اور ۱۸۰۰ سے زائد زخمی ہوئے۔ لبنان میں اسرائیلی آپریشن اب بھی جاری ہے۔ اس تناظر میں دیکھا جائے تو حقیقت یہ ہے کہ فلسطین، لبنان اور یمن میں غیر ریاستی اور وسائل سے محروم مزاحمتی قوتیں ایک سپر پاور کی حمایت یافتہ اسرائیل کے انتہائی جدید ہتھیاروں کے خلاف برس ہا برس تک مؤثر جنگ کو برقرار رکھنے میں کامیاب رہی ہیں۔ نوآبادیاتی مخالف جنگوں کی آزادی کی تاریخ میں ایک تاریخی کامیابی بھی ان کے کریڈٹ پر ہے۔ اہم سوال یہ ہے کہ باقی دنیا، خاص طور پر خطے میں امریکی سامراج کی بحالی سے پریشان طاقتیں کب تک خاموش بیٹھی رہیں گی۔ اس سے بھی اہم سوال یہ ہے کہ آگے کیا ہوگا؟ یہ ایک ایسا سوال ہے جو اسرائیل شاذ و نادر ہی اپنے آپ سے پوچھتا ہے، اور نہ ہی اس تلخ کشمکش کی تاریخ سے سبق سیکھتا ہے۔ قتل و غارت کی اس طویل تاریخ میں، جو دہشت زدہ کرنے اور روکنے کے لیے تیار کی گئی ہے، میں ایک بھی مثال شامل نہیں ہے جہاں سر قلم کرنے کے نتیجے میں کسی عسکریت پسند گروپ کی موت یا پسپائی ہوئی ہو۔ حزب اللہ دوبارہ زندہ ہو کر جوابی حملے کرتا رہے گا۔ اسرائیل نے جنگ کی صورت میں عرب دنیا میں نوجوانوں کی ایک ایسی نسل تیار کی ہے جو ایک دن ان سے انتقام کی کوشش کرے گی۔ تمام فوجی طاقت کی حدود ہوتی ہیں، اسرائیل کے پاس اپنے لوگوں کی سلامتی حاصل کرنے کا واحد راستہ مذاکرات کی میز پر واپس جانا اور قبضہ ختم کرنا ہے۔ بصورت دیگر وہ صرف اتنا کریں گے کہ آنے والی نسلوں کے لیے جنگ کا دروازہ کھول دیں۔ اسرائیل لبنان کے کچھ حصوں کو

۱۷ اور ۱۸ ستمبر ۲۰۲۴ کو لبنان اور شام میں ہزاروں ہینڈ ہیلڈ پیجرز اور سیکڑوں واکی ٹاکی تقریباً بیک وقت پھٹ گئے، جس میں درجنوں افراد ہلاک اور ہزاروں زخمی ہوئے۔

غزہ میں تبدیل کر سکتا ہے۔ یہ جنوبی لبنان اور شمالی غزہ پر دوبارہ قبضہ کر سکتا ہے۔ یہ گھروں اور بے شمار جانوں کو تباہ کر سکتا ہے۔ یہ پورے خطے کے ساتھ جنگ کر سکتا ہے۔ لیکن یہ تنازعہ کے اصل ماخذ کو نظر انداز نہیں کر سکتا جو فلسطینی قومی کاز ہے۔ فلسطین وہ مسئلہ ہے جس سے اسرائیل خواہ کتنی ہی جنگیں لڑے، وہ کبھی نہیں بچ سکے گا۔ اور اسرائیلیوں کی آنے والی نسلیں ان مصائب کی بھاری قیمت ادا کریں گی جو فلسطینیوں اور لبنانیوں نے کئی دہائیوں سے برداشت کی ہیں۔ ابھی تک جنگی حکمت عملی اسرائیل کو کسی صورت میں بھی فائدہ نہیں پہنچا پائی ہے بلکہ اسے شکست کا سامنا ہی رہا ہے، اسرائیل اپنے یرغمالی نہیں چھڑا پایا، حماس نیٹ ورک کو ختم کرنے میں مکمل ناکام رہا، جبکہ حزب اللہ پہلے سے زیادہ منظم ہو چکا ہے۔

اینیمیشن ڈے کی خوشی
حرکت اور تخیل کا سفر

نگہت محی الدین (مصنفہ فنون لطیفہ کی لیکچرار ہیں)

اینیمیشن ڈے! جو ہر سال ۲۸ اکتوبر کو منایا جاتا ہے، صرف اینیمیٹرز اور انڈسٹری کے اندرونی لوگوں کے لیے نہیں ہے؛ یہ تخلیق، تخیل اور ان کہانیوں کی خوشی کا جشن ہے جو متحرک تصاویر ہمیں فراہم کرتی ہیں۔ چاہے آپ نے اپنے بچپن میں پسندیدہ کارٹونز دیکھے ہوں یا حال ہی میں متحرک فلمیں دیکھیں ہوں، یہ دن ہمیں اس فن کی قدر کرنے کی دعوت دیتا ہے جو ہماری زندگیوں کو تشکیل دیتا ہے اور ہر عمر کے ناظرین کو مسحور کرتا ہے۔

اینیمیشن کی ابتدا: تخلیقی چنگاری

کسی ایسے وقت کا تصور کریں جب آج کی شاندار گرافکس موجود نہیں تھیں، اور کہانی سنانے کا انحصار محض تخیل پر تھا۔ اینیمیشن کی جڑیں ہزاروں سال پیچھے جاتی ہیں، جب ابتدائی اقوام نے غاروں کی دیواروں پر جانوروں کی حرکات کو پیش کیا۔ 19ویں صدی کے آخر میں، ہم ایک اہم شخصیت ایمل رائیو کے ساتھ ملتے ہیں، جنہوں نے اپنے پینٹو مائنز لومینیوس کے ساتھ ناظرین کو مسحور کیا، جو ابتدائی متحرک شارٹس تھے جو خاکوں کو زندگی عطا کرتے ہی تھے۔

لیکن یہ ونسر مک کی ہی کہانی ہے جو واقعی اینیمیشن کو آگے بڑھاتی ہے، جب ۱۹۰۸ میں انہوں نے گیرٹی دی ڈاینا سور پیش کیا۔ تصور کریں: ایک دلکش ڈاینا سور، جس کی حرکتیں اس کے متحرک کارٹون کے خالق کے ساتھ کھیلتی ہیں، اور ناظرین کو اپنی شخصیت سے مسحور کرتی ہیں۔ یہ انقلابی کام صرف حرکتوں کی ایک سیریز نہیں تھی؛ یہ متحرک تصاویر کی کہانی سنانے کی صلاحیت کی جھلک تھی۔

پہلا اینیمیشن: حرکت میں ایک سنسنی

گیرٹی دی ڈایناسور صرف ایک عجیب وغریب نوولٹی نہیں تھی؛ یہ ایک سنسنی تھی۔ ناظرین مک کی کی اس قابلیت سے متاثر ہوئے کہ انہوں نے ایک ایسا کردار تخلیق کیا جو حقیقی اور قابل رشتہ لگتا تھا۔ اس اینیمیشن کی پذیرائی نے ایک نکتہ موڑ دیا، جو یہ ثابت کرتا ہے کہ متحرک فلمیں ہنسی، خوشی اور جذبات کو ابھار سکتی ہیں، جس نے اینیمیشن کے سنہری دور کی بنیاد رکھی۔

۱۹۳۰ کی دہائی کے آغاز میں، اینیمیشن ایک بڑی پیش رفت کرنے والی تھی۔

۱۹۳۰ کی دہائی کے آغاز میں، اینیمیشن ایک بڑی پیش رفت کرنے والی تھی۔ یہاں دولٹ ڈزنی اور ان کی آرٹسٹوں کی ٹیم داخل ہوئی، جنہوں نے مشہور کردار جیسے مکی ماؤس تخلیق کیے۔ اسٹیم بوٹ ولی کی ریلیز کے ساتھ، جو پہلی متحرک فلم تھی جس میں ہم آہنگ آواز موجود تھی، اینیمیشن خاموشی سے ایک متحرک کہانی سنانے والی طاقت میں تبدیل ہوگئی۔

اینیمیشن کی ترقی: ہاتھ سے بنائے گئے سے سی جی آئی تک

اینیمیشن کا سفر مستقل ترقی کا سفر ہے۔ سنہری دور، جس میں سنڈریلا جیسی شاہکار فلمیں شامل تھیں، نے متحرک کہانی سنانے کی صلاحیت کو دکھایا۔ ہر فریم ایک فن کا کام تھا، جسے تخلیق کرنے کے لیے سخت محنت کی گئی تھی تاکہ ایک جادوئی دنیا بنائی جا سکے۔

اس سنہری دور سے نکلنے والا ایک اور مشہور کردار ٹوم اور جیری ہے، جسے ولیم ہنّا اور جوزف باربیرا نے تخلیق کیا۔

پھر آیا ڈیجیٹل انقلاب۔ ۲۰ ویں صدی کے آخر میں کمپیوٹر کی تخلیق نے سب کچھ بدل دیا۔ ٹوی اسٹوری (۱۹۹۵) نے ایک نئے دور کا آغاز کیا۔ ایک مکمل فلم جو کمپیوٹر کی جادوئی دنیا میں تخلیق کی گئی۔ آج، اینیمیشن کی تخلیق میں جدید ٹیکنالوجی کا استعمال ہوتا ہے،

جہاں اینیمیٹرز کمپیوٹر سافٹ ویئر کا استعمال کرتے ہیں تاکہ متحرک کرداروں کو تخلیق کریں اور ان کے لیے کہانیاں بنائیں۔ یہ سافٹ ویئر ہر چیز کو مزید ہموار اور حقیقت پسند بناتا ہے، جس سے متحرک کہانیاں مزید دلکش ہوتی ہیں۔

ثقافتی اثر: کلاسیکی کردار اور ان کی وراثت

اینیمیشن صرف حرکت کی تصاویر کی سیریز نہیں ہے؛ یہ ایک ثقافتی مظہر ہے۔ اس سنہری دور سے نکلنے والا ایک اور مشہور کردار ٹوم اور جیری ہے، جسے ولیم ہنّا اور جوزف باربیرا نے تخلیق کیا۔ ۱۹۴۰ میں شروع ہونے والے اس شرارتی بلی اور چوہے کے درمیان جھگڑالو تعلق نے لاکھوں دل جیت لیے۔ ان کی مزاحیہ کہانیوں اور چالاکی سے بھری ہوئی تخلیقات نے بچوں کو تفریح فراہم کی اور خاندانوں کی تفریح کا ایک لازمی حصہ بن گئی۔

ٹوم اور جیری کی وراثت ناقابلِ تردید ہے۔ اس نے بے شمار اینیمیٹرز کو متاثر کیا ہے اور نسلوں کے درمیان مقبول ہے، اس نے ثابت کیا کہ سب سے سادہ مضامین بھی سب سے زیادہ ہنسی پیدا کر سکتے ہیں۔ یہ شو نئے ناظرین کے لیے دوبارہ تخلیق ہونے کے ساتھ، متحرک تصاویر

کی لازوال کشش کی علامت ہے۔

عالمی اثرات: پاکستان سے شراکتیں

جب کہ اینیمیشن کی تاریخ عموماً مغربی اثرات سے بھری ہوئی ہے، یہ ضروری ہے کہ ہم دنیا بھر میں، خاص طور پر پاکستان میں، اینیمیشن کی تشکیل میں شراکتوں کو تسلیم کریں۔ پاکستان کی ایک اہم شخصیت خدیجہ جنید ہیں، جو اپنی مختلف متحرک منصوبوں کے لیے مشہور ہیں جو مقامی ثقافت اور کہانیوں کو اجاگر کرتی ہیں۔

حال ہی میں، پاکستانی اینیمیشن انڈسٹری تیزی سے ترقی کر رہی ہے، جس میں بولی، ان سین پروڈکشنز، اور ڈوڈل پروڈکشنز جیسے اسٹوڈیوز ایسے مواد تیار کر رہے ہیں جو مقامی اور بین الاقوامی دونوں ناظرین کو متوجہ کر رہے ہیں۔ دی ڈونکی کنگ اور ۳ بہادر جیسے منصوبے ہنگامہ برپا کر چکے ہیں، جو اس بات کو ظاہر کرتے ہیں کہ اینیمیشن میں کہانیاں پیش کرنے کی صلاحیت موجود ہے جو پاکستانی ثقافت کے متنوع بیانیے کی عکاسی کرتی ہیں۔

جدید اینیمیشن: رجحانات اور کامیابیاں

اینیمیشن کبھی بھی اتنی تیزی سے ترقی نہیں کر رہی تھی، جو آج اسٹریمنگ پلیٹ فارمز کے عروج سے کر رہی ہے۔ نیٹ فلکس، ڈزنی +، اور دیگر نے ہمیں متحرک مواد کو کھپت کرنے کے طریقے کو تبدیل کر دیا ہے، جس کی وجہ سے مقبولیت میں اضافہ ہوا ہے۔ رک اور موری اور بوجیک

ہارس مین جیسے سلسلوں نے بالغ ناظرین کو مسحور کیا ہے اور ثابت کیا ہے کہ اینیمیشن صرف بچوں کے لیے نہیں ہے۔

لیکن یہ صرف مزاح اور ستم ظریفی کے بارے میں نہیں ہے۔ کوکو اور سول جیسے فلمیں ثقافتی ورثے اور زندگی کی حقیقت کو مناتی ہیں، جذباتی روابط پیدا کرتی ہیں جو کریڈٹ کے ختم ہونے کے بعد بھی رہتی ہیں۔ یہ کہانیاں ہمیں ہماری مشترکہ انسانیت کی یاددلاتی ہیں، یہ بتاتے ہوئے کہ اینیمیشن ایک عالمی زبان ہے۔

اینیمیشن ڈے صرف کیلنڈر پر ایک تاریخ نہیں ہے؛ یہ تخلیق، کہانی سنانے، اور ان متحرک فلموں اور سلسلوں کی جادوئی خوشی کا جشن ہے جو ہماری زندگیوں میں رنگ بھرتی ہیں۔ ہاتھ سے بنائی گئی کرداروں کے ابتدائی دنوں سے لے کر آج کے شاندار سی جی آئی کے شاہکاروں تک، اینیمیشن نے ایک طویل سفر طے کیا ہے، لیکن اس کا بنیادی مقصد برقرار ہے: تفریح فراہم کرنا، متاثر کرنا، اور ہمیں جوڑنا۔

بچوں کے ساتھ جڑنے کے لیے اینیمیشن کی اہمیت بھی کم نہیں ہے؛ اس کی چمکدار رنگتیں اور منفرد خصوصیات بچوں کی توجہ حاصل کرتی ہیں، جس کی وجہ سے وہ ان کہانیوں میں دلچسپی لیتے ہیں۔ چنانچہ جب ہم اینیمیشن ڈے کا جشن منائیں تو ایک لمحہ نکالیں اور ان کی آرٹ کا احترام کریں جو ہمارے پسندیدہ متحرک فلموں کے پیچھے ہے، ان باصلاحیت تخلیق کاروں کی تعریف کریں جو ان کہانیوں کو زندگی بخشتے ہیں، اور ان خوشیوں کا شکریہ ادا کریں جو وہ پھیلانے کا عمل جاری رکھتے ہیں۔ چاہے آپ پرانی پسندیدہ اینیمیشن فلم کو دوبارہ دیکھیں یا نئی جواہرات دریافت کریں، اینیمیشن کی جادوگری کو گلے لگائیں کیونکہ یہ ایک ایسی دنیا ہے جہاں کچھ بھی ممکن ہے، اور ہر فریم ایک کہانی سناتا ہے۔

وزیراعظم شہباز شریف کا اقوام متحدہ میں پاکستان کی قیادت اور اس کے اثرات

محمد نواز طاہر
(مصنف ایک صحافی ہیں)

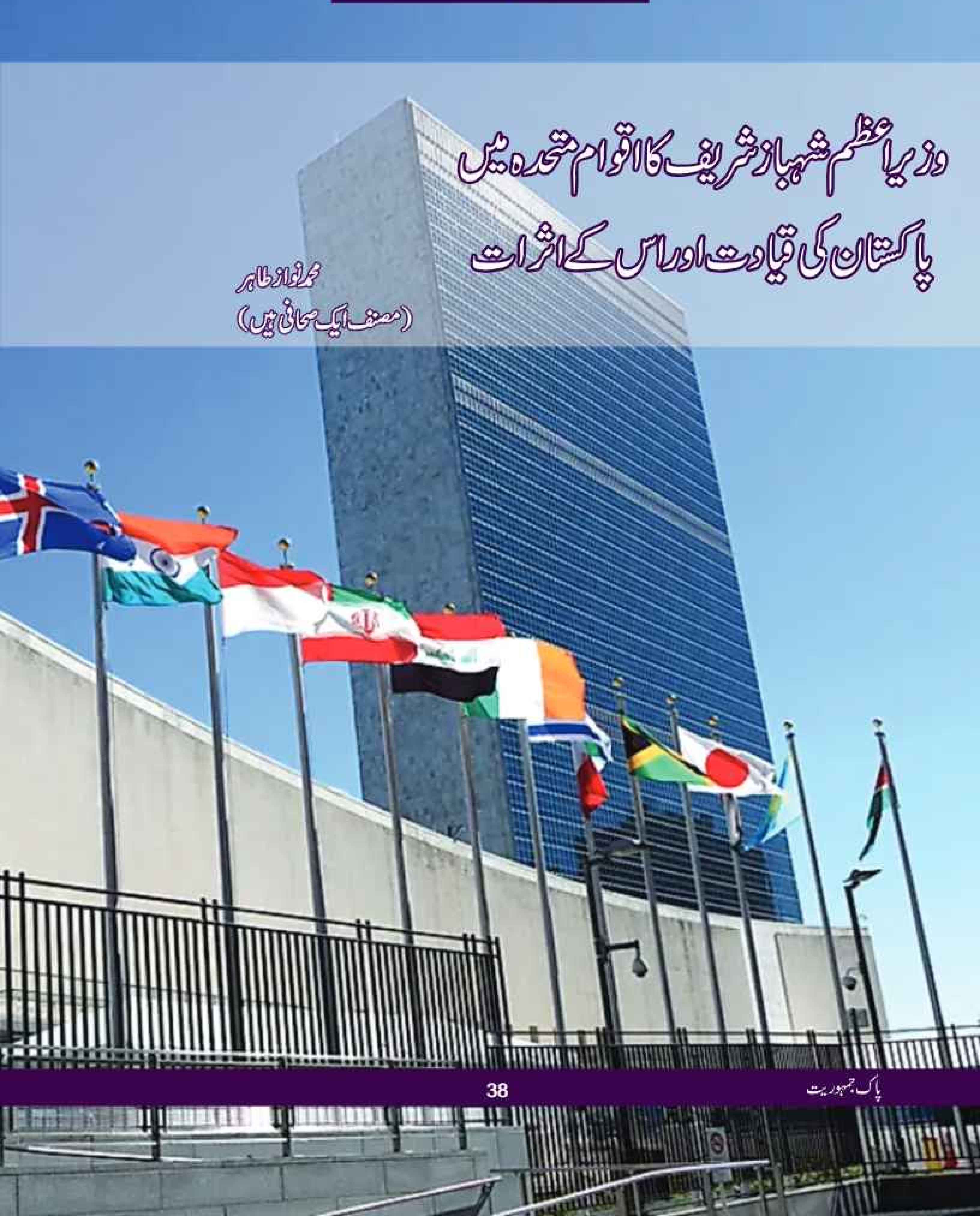

پاکستان نے عالمی سطح پر سفارتی، سیاسی اور معاشی میدان میں مرحلہ وار کامیابیاں حاصل کی ہیں اور مستقبل قریب میں اس شاہراہ پر سفر کی رفتار تیز ہوتی دکھائی دے رہی جس کا آغاز گذشتہ چند ماہ میں کیا گیا تھا۔اس میں اقوام متحدہ کی جنرل کونسل کے اجلاس کا موڑ اہم ثابت ہوا جس میں پاکستان نے اپنے ریاستی، قومی سیاسی سفارتی اور معاشی نصب العین سے پوری دنیا کو آگاہ کرتے ہوئے امن، خوشحالی اور برابری کی سطح پر دنیا کے ساتھ چلنے اور غربت کی لعنت سے چھٹکارا پانے کی کوششوں میں معاونت کے عزم کا اعادہ کیا اور اس ضمن میں اٹھائے جانے والے اقدامات سے آگاہ کرتے ہوئے واضح کیا کہ پاکستان تمام چیلنجز کا مقابلہ صبر وتحمل اور بردباری سے کر رہا ہے لیکن یہ اس کی کمزوری نہیں نہ ہی اسے کوئی کمزوری سمجھے، جہاں ضرورت محسوس ہوئی وہاں ایٹمی طاقت اپنے موقف اور سالمیت کے دفاع کے لئے بھرپور صلاحیت رکھتی ہے اور اس بات کو پوری دنیا کو بخوبی ادراک بھی ہے کہ اس نے دہشت گردی کی عالمی جنگ میں کس طرح جواں مردی سے کامیابی حاصل کی۔

گذشتہ ستمبر کا آخری ہفتہ پاکستان کی کامیابیوں کیلئے نیا سنگ میل ثابت ہوا جب پاکستان کی نمائندگی کرتے ہوئے وزیر اعظم محمد شہباز شریف نے اقوام متحدہ پر تین بنیادی نکات پر پاکستان کا موقف اقوام عالم پر واضح کیا کہ اولاً یہ کہ پاکستان اپنے ہمسائے ممالک، خطے اور عالمی سطح پر برابری کی بنیاد پر امن بقائے باہمی کے اصولوں کو اپنا نصب العین سمجھتا ہے اور دنیا بھر کے عوامی مسائل خاص طور پر امن، غربت اور موسمیاتی تبدیلیوں جیسے معاملات کو سب کے ساتھ یکساں سمجھتا اور ان کا حل چاہتا ہے، دوئم یہ کہ پاکستان دہشت گردی کی عالمی جنگ میں ان گنت قربانیوں کے بوجود دہشت گردی کا سامنا کر رہا ہے اور اسے ہمہ جہت دہشت گردی کا سامنا ہے جس میں سرحد پار دہشت گردی اور دراندازی بھی شامل ہے۔ سوئم یہ کہ پاکستان عوامی سماجی انصاف اور فلاح کے ساتھ ساتھ اصلاحات کا حامی ہے اور چہارم یہ کہ پاکستان دنیا بھر میں انسانی حقوق کے تحفظ کا داعی و امین ہے خاص طور پر اقلیتوں اور مسلمانوں کے حقوق غصب کرنے اور ان پر مظالم کی نفی کرتا ہے اور ان کی سفارتی و سیاسی واخلاقی حمایت کرتا ہے جن میں فلسطین اور کشمیر کے دو مسئلے سب سے زیادہ اہمیت کے حامل ہیں جہاں اسرائیل اور بھارت کی دہائیوں سے فوج کشی اور عوام کی نسل کشی جاری ہے۔اقوام متحدہ میں وزیر اعظم کے خطاب میں کشمیر اور فلسطین کے عوام کے ساتھ جس بھرپور انداز کے ساتھ پاکستان کے عوام کے جذبات کا اظہار کیا گیا اس سے پوری دنیا پر واضح ہو گیا کہ پاکستان درحقیقت چاہتا کیا ہے اور پاکستان ان دونوں مسئلوں پر عوام کے حق خود ارادیت کی حمایت میں جارحیت کے ماسوا کسی حد تک بھی جاسکتا ہے اور یہ پاکستان کی ریڈلائن ہیں جبکہ ان دونوں مسئلوں کی وجہ سے پاکستان دہشت گردی کیخلاف عالمی جنگ کے ساتھ ساتھ اپنے ملک میں تخریبی کارروائیوں کا سامنا بھی کر رہا ہے جو پاکستان میں امن وامان، سیاست، صحافت، صنعت وتجارت اور معاشرت پر بڑی طرح اثر انداز ہو رہی ہیں لیکن اس سب کے باوجود پاکستان مہنگائی اور غربت کی چکی میں پسے اپنے عوام کی مشکلات کم کرنے کے اقدامات جاری رکھے ہوئے خاص طور پر عالمی مالیاتی

> **گذشتہ ستمبر کا آخری ہفتہ پاکستان کی کامیابیوں کیلئے نیا سنگ میل ثابت ہوا۔**

عالمی اداروں کے مطابق اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں وزیراعظم شہباز شریف کی تقریر نے ریکارڈ بنادیا۔

اداروں کے قرضوں کے دباؤ میں ہے اور ان سے بتدریج نجات کے لئے اقدامات اٹھا رہا ہے جن میں ادارہ جاتی اصلاحات خاص طور پر شامل ہیں اور ملک میں سرمایہ کار دوست ماحول کے لئے خصوصی اقدامات کیے گئے ہیں۔

اس خطاب میں غزہ اور کشمیر کے مظلوموں کی نمائندگی کی گئی تھی اور ساتھ ہی اسرائیل و بھارت کے توسیع پسندانہ عسکری عزائم اور غیر قانونی اقدامات کا احاطہ کیا گیا تھا۔ مبصرین کے مطابق ایٹمی قوت پاکستان کے وزیر اعظم نے اپنے دشمنوں کو خاص سفارتی انداز میں 'آنکھیں دکھائیں جس کا بھارت دلیل کے ساتھ کوئی جواب نہ دے سکا اور پرانے الزامات دہرائے کی کوشش کی۔ اس کے برعکس وزیر اعظم نے بھارت کے جن عزائم کا ذکر کرتے ہوئے اقوام عالم کو بتایا تھا کہ جموں کشمیر کے عوام ان عزائم کو نہیں مانتے اور انتخابی عمل میں اس کا اظہار کریں گے وہ انتخابی نتائج نے ثابت کر دیا جہاں بھارت کی انتہا پسندانہ رویہ رکھنے والی جماعت بی جے پی کو شکست ہوئی اور کامیابی ان جماعتوں کو ملی جنھوں نے بھارت کی طرف سے طاقت کے بل پر غیر قانونی طور پر بھارتی آئین میں ترمیم کر کے مقبوضہ جموں کشمیر کی خصوصی حیثیت ختم کرنے کی مخالفت کی تھی۔

یاد رہے کہ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی سے خطاب میں وزیر اعظم شہباز شریف نے سلامتی کونسل کی قراردادوں اور کشمیریوں کی خواہشات کے مطابق مسئلہ کشمیر کے حل کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے کہا کہ 'پاکستان کسی بھی انڈین جارحیت کا اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ بھرپور اور فیصلہ کن جواب دے گا۔' وزیر اعظم شہباز شریف نے کہا کہ فلسطین کے عوام کی طرح جموں و کشمیر کے لوگ بھی اپنی آزادی اور حق خود ارادیت کے حصول کے لیے ایک صدی سے جدوجہد کر رہے ہیں، 'امن کی طرف بڑھنے کے بجائے بھارت جموں و کشمیر پر سلامتی کونسل کی قراردادوں پر عملدرآمد کے وعدوں سے گریزاں ہے جبکہ قراردادیں جموں و کشمیر کے عوام کو اپنے بنیادی حق خود ارادیت کا استعمال کرنے کے حامل استصواب رائے کا اختیار دیتی ہیں۔' بھارت نے 'پانچ اگست ۲۰۱۹ سنہ دو ہزار انیس کے بعد سے انڈیا نے جموں و کشمیر کے لیے بدقسمتی سے ان کے رہنماؤں کے بقول 'حتمی حل' کو مسلط کرنے کے لیے یکطرفہ غیر قانونی اقدامات شروع کرر کھے ہیں، 'نو لاکھ انڈین فوج مقبوضہ جموں و کشمیر کے لوگوں کو طویل کرفیو، ماورائے عدالت قتل اور ہزاروں نوجوان کشمیریوں کے اغوا جیسے خوفناک اقدامات سے خوفزدہ کر رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک آباد کار نوآبادیاتی منصوبے کے تحت انڈیا کشمیریوں کی زمینوں اور جائیدادوں پر قبضہ کر رہا ہے اور باہر کے لوگوں کو مقبوضہ جموں و کشمیر میں آباد کر رہا ہے تاکہ مسلم اکثریت کو اقلیت میں تبدیل کیا جاسکے، یہ دقیانوسی حربہ تمام قابض طاقتوں نے استعمال کیا لیکن یہ ہمیشہ ناکام رہا، جموں و کشمیر میں بھی یہ ناکام ہوگا۔'

وزیر اعظم شہباز شریف کا مزید کہنا تھا کہ 'اس سے بھی زیادہ تشویشناک بات یہ ہے کہ انڈیا اپنی عسکری صلاحیتوں میں بڑے پیمانے پر

توسیع میں مصروف عمل ہے جو درحقیقت پاکستان کے خلاف صف آرائی ہے۔

'اس کے جنگی نظریے، ایک اچانک حملے اور 'جوہری پھیلاؤ کے تحت محدود جنگ' کے تصور کے حامل ہیں۔ انڈیا نے بغیر سوچے سمجھے پاکستان کی ایک باہمی 'سٹریٹجک ریسٹرینٹ رجیم' کی تجاویز کو ٹھکرا دیا ہے، اس کی قیادت نے اکثر لائن آف کنٹرول کو عبور کرنے اور آزاد کشمیر پر 'قبضہ' کرنے کی دھمکی دی ہے، وزیرِ اعظم شہباز شریف کا کہنا تھا کہ غزہ میں بڑا المیہ رُونما ہو رہا ہے۔ وہاں بچے زندہ دفن ہو رہے ہیں اور جل رہے ہیں۔ لیکن دنیا تماشائی بنی ہوئی ہے، پاکستان اس تنازع کا دو ریاستی حل چاہتا ہے جس میں آزاد فلسطینی ریاست میں سنہ انیس سو سڑسٹھ کی

جنگ سے پہلے کے علاقے شامل ہوں اور بیت المقدس اس کا دارالحکومت ہو۔ اقوامِ متحدہ فلسطین کو مکمل رکن تسلیم کرے۔ لبنان کی صورتِ حال پر بھی تشویش کا اظہار کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ وہاں پانچ سو سے زائد لوگ مارے جا چکے ہیں جن میں خواتین اور بچے شامل ہیں۔ مبصرین کا کہنا ہے کہ اس خطاب نے امن اور انتشار میں دنیا کے سامنے پاکستان کے فرق کو واضح کیا ہے اور باور کروایا ہے کہ جس پاکستان پر دہشت گردی اور انتہا پسندی کا لیبل لگانے کی کوشش کی گئی وہ خود درحقیقت کن حالات کا شکار، مثبت خیالات کا حامل اور امن و سلامتی کے ساتھ ساتھ انسانی ترقی کا خواہاں ہے جو انسانی وسائل جدید ٹیکنالوجی کی مدد سے استعمال کر کے باہمی تعاون سے غربت کے خاتمے کیلئے آگے بڑھنا چاہتا ہے اور اس ضمن میں کی جانے والی بین الاقوامی کوششوں کو بھی قدر کی نگاہ سے دیکھتا اور سراہتا ہے۔

واضح رہے کہ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے اجلاس کے موقع پر وزیرِ اعظم کی جن رہنماں سے خاص طور پر بات چیت ہوئی ان

میں وزیراعظم نے عالمی رہنماں کے پاکستان کے بارے میں جذبات کوسراہااوران کی فلاحی سرگرمیوں کی تعریف کرنے کے ساتھ ساتھ پاکستان کی اہم معاملات پرتائیدوحمایت پرشکریہ ادا کیااورانہیں سرمایہ کاری کی دعوت دی جس سے ان کے پاکستان پراعتماد میں اضافہ ہوا۔

اقوام متحدہ میں خطاب کے ساتھ ساتھ وزیراعظم نے عالمی رہنماں سے بھی ملاقاتیں کیں، ان رہنماں میں صدر رجب طیب اردوان،، ایرانی صدر ڈاکٹر مسعود پزشکیان، کویت کے ولی عہد شیخ صباح الخالد الحمد المبارک الصباح، پرفلسطین کے صدر محمود عباس، مالدیپ کے صدر ڈاکٹر محمد معیوز، عراق کے وزیراعظم محمد شیاع السودانی،، نیپال کے وزیراعظم کے-پی شرما اولی، مریکی صدر جو بائیڈن، بنگلہ دیش کے چیف ایڈوائزر ڈاکٹر محمد یونس قابلِ ذکر ہیں ان ملاقاتوں میں پاکستان کے موقف کا اعادہ کرنے کے ساتھ ساتھ ان کے ساتھ سفارتی ثقافتی وتجارتی روابط کے فروغ اور کاروباری شراکت داری پرتبادلہ خیال کیا گیا اورانہیں پاکستان میں سرمایہ کاری کے مواقع وافادیت سے آگاہ کیا اور اس ضمن میں ان کا بھرپوراعتماد حاصل کیا جس کی جھلک اکتوبر کے وسط میں اسلام آباد میں ہونے والی شنگھائی تعاون تنظیم کے رکن ممالک کے سربراہان حکومت کے تئیسویں اجلاس میں واضح طور پر دیکھی گئی۔ جس میں ایک عرصے سے یکطرفہ کنارہ کشی کرنے والے بھارت کی شمولیت بھی خاص طور پرایک خاص زاویے سے دیکھی جارہی ہے اوراسے پاکستان کی سفارتی کامیابی تسلیم کیا جارہا ہے۔ بھارتی وزیرخارجہ کی طرف سے شنگھائی تعاون تنظیم کے سربراہی اجلاس میں شرکت سے واپسی پرپاکستان کیلئے شکریہ کے الفاظ کوبھی خاص اہمیت دی جارہی ہے۔ بھارتی وزیرخارجہ نے پاکستان کی میزبانی پرشکریہ ادا کیااورسوشل میڈیا پرالوداعی تصویربھی لگائی، سول میڈیا پیغام میں جے شنکر نے پاکستان کی طرف سے ان کے گرم جوشی سے پرتپاک استقبال کا شکریہ ادا کرنے کے ساتھ ساتھ انہوں نے شنگھائی تعاون تنظیم کے سربراہی اجلاس میں وزیراعظم شہباز شریف کے شفیق رویے کی تعریف بھی کی۔ رائے ابلاغ کی رپورٹوں کے مطابق جے شنکراوراسحاق ڈار کی ملاقات میں مستقبل کے حوالے سے دونوں ملکوں میں برف پگھلنے میں پیش رفت ہوئی ہے اورامکان ہے کہ کرکٹ ڈپلومیسی اس ضمن میں پہلا بڑا قدم ہوسکتی جبکہ اگلے سال فروری میں آئی سی سی چیمپئنز ٹرافی پاکستان میں ہورہی ہے اور بات آگے بھی بڑھ سکتی ہے۔ مبصرین کے مطابق بھارت کا یہ تبدیل ہوتا ہوا رویہ گزشتہ دس برس کے رویے سے مختلف نظر آیا ہے جس کی وجہ کونسل کے اجلاس کے شرکاء کے پاکستان کے بارے میں پیش کیے جانے والے مثبت خیالات کا بنیادی کردار ہوسکتا ہے وزیراعظم نے عالمی اداروں کے سربراہوں قوام متحدہ کے سیکریٹری جنرل انتونیو گوتیریس، عالمی مالیاتی فنڈ کی مینجنگ ڈائریکٹر کرسٹالینا جارجیوا، بل اینڈ میلنڈا گیٹس فاؤنڈیشن کے بانی اورشریک چیئرمین مسٹر بل گیٹس، یورپی کمیشن کی صدر محترمہ ارسلا وان ڈیرلیین عالمی مالیاتی فنڈ کی مینجنگ ڈائریکٹر کرسٹالینا جارجیوا، یورپی کمیشن کی صدر ارسلا وان ڈیرلیین اور ورلڈ بینک کے صدر اجے پال سنگھ سے

> **وزیراعظم شہباز شریف کا مزید کہنا تھا کہ اس سے بھی زیادہ تشویشناک بات یہ ہے کہ انڈیا اپنی عسکری صلاحیتوں میں بڑے پیمانے پر توسیع میں مصروف عمل ہے**

ملاقاتیں کیں۔ان ملاقاتوں میں عالمی اداروں کی طرف سے پاکستان کے اصلاحاتی ایجنڈے پر عملدرآمد کو خاص طور پر دہرایا گیا اور حکومتی پالیسی کی حمایت کی گئی جبکہ ان میں اصولی طور پر طے پانے والے معاملات میں سے اکثر پر بعد میں مفاہمتی یادداشتوں پر دستخط بھی کیے گئے، سعودی عرب کے سرمایہ کاری کے وزیر کی قیادت میں سعود اعلیٰ سطحی وعد کا دورہ ان سب میں خاص طور پر قابلِ ذکر ہے۔اس حالیہ دورے کے دوران پاکستان میں مختلف شعبوں میں تعاون اور سرمایہ کاری کی مفاہتی یادداتوں پر دستخط کیے گئے ہیں۔اقتصادی، سفارتی اور سیاسی مبصرین کا کہنا ہے کہ وزیرِاعظم محمد نواز شریف کے اقوامِ متحدہ کی جنرل اسمبلی کے اجلاس میں تقریر اور ملاقاتوں کے دوررس مثبت نتائج حاصل ہوئے ہیں اور مستقبل میں ان کے ثمرات حاصل ہونگے جن میں معاشی استحکام، مہنگائی میں کمی، روزگار کے مواقع قابلِ ذکر ہیں جو کسی ملک کی ترقی کا زینہ اور سفر کا پہیہ ہوتے ہیں۔

ہماری مطبوعات

قیمت امریکی ڈالر	قیمت پاکستانی روپے	زبان	مطبوعات	نمبر شمار
$-05	150/-	انگریزی	قائداعظم محمد علی جناح کی تقاریر و بیانات بحیثیت گورنر جنرل 1947ء تا 1948ء (مجلد)	1
$-05	150/-	انگریزی	قائداعظم محمد علی جناح کی تقاریر و بیانات بحیثیت گورنر جنرل 1947ء تا 1948ء (پیپر بیک)	2
$-17	350/-	اردو	قائداعظم محمد علی جناح کی تقاریر و بیانات بحیثیت گورنر جنرل 1947ء تا 1948ء (پیپر بیک)	3
$-17	350/-	انگریزی	قائداعظم محمد علی جناح (تصویری البم) 1876ء تا 1948ء (مجلد)	4
$-17	350/-	انگریزی	قائداعظم محمد علی جناح (تصویری البم) 1876ء تا 1948ء (پیپر بیک)	5
$-04	100/-	انگریزی	قائداعظم کے سنہری اقوال	6
$-03	50/-	انگریزی	اقوال قائد (پیپر بیک)	7
$-15	400/-	انگریزی	قائداعظم کے [illegible]	8
$-10	250/-	انگریزی	[illegible] (پیپر بیک)	9
$-10	250/-	اردو	علامہ اقبال [illegible]	10
$-10	350/-	اردو	علامہ اقبال تصویری البم	11
$-04	200/-	انگریزی	پاکستان [illegible]	12
$-17	450/-	انگریزی	پاکستان [illegible] 1947ء تا 2008ء (چوتھا ایڈیشن)	13
$-15	400/-	انگریزی	پاکستان [illegible] 1947ء تا 2008ء (پیپر بیک) (چوتھا ایڈیشن)	14
	250/-	انگریزی	پاکستان [illegible]	15
$-02	50/-	انگریزی	پاکستان [illegible]	16
$-120	2000/-	انگریزی	[illegible]	17
$-20	1000/-	انگریزی	پاکستان [illegible]	18
$-20	500/-	انگریزی، عربی، [illegible]	پاکستان [illegible]	19
$-125	2500/-	انگریزی	[illegible]	20
	60/-	انگریزی	[illegible]	21
$-12	200/-	انگریزی	[illegible]	22
$-08	200/-	انگریزی	[illegible]	23
$-04	100/-	انگریزی	[illegible]	24
$-04	100/-	انگریزی	[illegible]	25
$-01	15/-	اردو	اسلامی [illegible]	26
$-04	100/-	اردو	[illegible]	27
$-60	615/-	انگریزی	[illegible]	28
$-60	600/-	اردو	[illegible]	29
$-17	350/-	اردو	[illegible]	30
$-60	500/-	اردو	[illegible]	31
$-60	500/-	اردو	[illegible]	32
$-60	500/-	اردو	[illegible]	33
$-60	400/-	اردو	[illegible]	34
$-60	500/-	اردو	[illegible]	35
$-60	400/-	اردو	[illegible]	36
$-60	400/-	اردو	[illegible]	37
$-60	400/-	اردو	[illegible] 2016 [illegible]	38
$-15	400/-	اردو	[illegible]	39
$-60	400/-	اردو	[illegible]	40
	100/- فی [illegible]	اردو	[illegible]	41
		اردو	[illegible]	42
	10/-	اردو	[illegible]	43
	100/- فی [illegible]	اردو	[illegible]	44
		اردو	[illegible]	45
$-120	200/-	انگریزی	پاکستان [illegible]	46

رابطہ برائے خریداری

منیجر: ڈائریکٹوریٹ جنرل آف الیکٹرانک میڈیا اینڈ پبلی کیشنز، بی۔ ایف بلڈنگ، زیرو پوائنٹ، اسلام آباد، پاکستان۔ فون: 051-9252182 فیکس: 051-9252176

DIRECTORATE OF ELECTRONIC MEDIA AND PUBLICATIONS

ڈائریکٹوریٹ آف الیکٹرانک میڈیا اینڈ پبلی کیشنز، اسلام آباد

ریجنل آفس: 291اے، ایم اے جوہر ٹاؤن لاہور۔